

9

اسلامیات (لازمی)

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق



الصادق مسجد، بہاول پور

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق



پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

اس کتاب کو پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور نے یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق Align کیا ہے۔ جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیبٹ پیپر، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

منظور شدہ

منظور شدہ: متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور، بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی / 5 / درسی کتب) 36/2022 مورخہ 06-09-2022

تمام مکاتب فکر کے علماء کرام پر مشتمل، اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر 3(8)/2015/E-III نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے ”ذی علم فاؤنڈیشن، کراچی“ کے مرتب کردہ قرآن مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

ریویو کمیٹی

- علامہ ڈاکٹر رانجیب حسین نعیمی
- چیئر مین پنجاب قرآن بورڈ / مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور
- مفتی شاہد عبید
- استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
- ڈاکٹر حافظ حسن مدنی
- ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- علامہ ڈاکٹر محمد رشید ترائی
- ڈائریکٹر، جامعۃ الواعظین، لاہور
- ڈاکٹر حارث مبین
- ڈائریکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن و سنہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ڈاکٹر محمد اکرم ورک
- پروفیسر آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، سٹیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
- ڈاکٹر محمد اویس سرور
- صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ
- ڈاکٹر سلطان سکندر
- اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- ڈاکٹر عبدالغفور
- سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، مندر روڈ، چنیوٹ
- ڈاکٹر آصف جاوید
- گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج فار بوائز، اوکاوالہ بنگلہ، چیچہ وطنی، ساہیوال
- فتح محمد
- ایجوکیشن آفیسر، قائد اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، میانوالی
- منظور احمد
- سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، کوٹ حسین خان، نیکانہ صاحب
- ڈاکٹر فخر الزمان
- سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

● پروفیسر طارق حبیب شعبہ اردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

ماہر زبان

● ڈاکٹر فخر الزمان سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

نگران طباعت

● محمد صفدر جاوید معاون ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

- ڈاکٹر (مسودات): محترمہ فریدہ صادق
- سیدہ انجم واصف
- ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس):
- کپوزنگ: عرفان شاہد، محمد اظہر
- لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ: حافظ انعام الحق

فہرست

باب اول:

قرآن مجید وحدیث نبوی ﷺ

2	1	(الف) ترجمہ قرآن مجید
		(ب) تعارف قرآن مجید
6	5	(ج) حدیث نبوی ﷺ
		(د) منتخب احادیث مبارکہ

باب دوم:

ایمانیات و عبادات

14	9	(الف) ایمانیات: (۱) عقیدہ توحید
		(۲) عقیدہ رسالت
	18	(۳) ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت پر ایمان
24	21	(ب) عبادات: (۱) نماز
		(۲) روزہ

باب سوم:

سیرت نبوی ﷺ

30	27	(۱) فتح مکہ
		(۲) غزوہ جنین
37	33	(۳) عام الوفود
		(۴) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بچپن اور جوانی
44	41	(۵) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذوق عبادت
		(۶) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سخاوت و ایثار

باب چہارم:

اخلاق و آداب

51	48	(۱) شکر و قناعت
		(۲) امانت و دیانت
57	54	(۱) بڑی عادات سے اجتناب
		(۲) حسد

باب پنجم:

حسن معاملات و معاشرت

63	60	(۱) قسم کے احکام و مسائل
		(۲) گواہی کے احکام و مسائل
	66	(۳) حقوق العباد

باب ششم:

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام

73	69	(۱) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ
		(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
80	77	(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
		(۴) حضرت عمرو بن أمیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
87	83	(۵) صحابیات (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ)
		(۶) صوفی کرام (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم)
	92	(۷) علما و مفکرین (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم)

باب ہفتم:

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

99	96	(۱) خود اعتمادی و خود انحصاری
		(۲) جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

قرآن مجید و حدیث نبوی (حَائِةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

(الف) ترجمہ قرآن مجید

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- مذکورہ سورتوں کا تعارف اور شان نزول جان سکیں۔
 - مذکورہ سورتوں کا با محاورہ ترجمہ پڑھ کر سمجھ سکیں۔
 - تلاوت قرآن مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
 - منتخب سورتوں میں مذکورہ تعلیمات کو سمجھ کر روزمرہ زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔
 - سورتوں کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
 - سورتوں میں موجود تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

جماعت نہم میں طلبہ ترجمہ القرآن المجید کے مضمون کے تحت قرآن مجید کا درج ذیل نصاب پڑھیں گے:

- سُورَةُ مَرْيَمَ سے سُورَةُ الْحَجِّ
- سُورَةُ الْفُرْقَانِ سے سُورَةُ السَّجْدَةِ
- سُورَةُ سَبَا سے سُورَةُ ص
- سُورَةُ الْأَحْقَافِ

ترجمہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے الگ سے مضمون اور پیروی مختص کیے گئے ہیں اور اس کا امتحان بھی الگ سے ہوگا، جس کے لیے کل نمبر پچاس مقرر کیے گئے ہیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک پر تحقیقی مضمون لکھیں۔
- نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک سورت کے مرکزی مضامین پر مشتمل چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ترجمہ قرآن مجید میں پڑھی گئی سورتوں کے اہم نکات کی فہرست بنوائیں۔
- ترجمہ قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ پورا سال جاری رکھیں۔
- طلبہ کی قراءت کی درستگی کے لیے طلبہ کو کسی معروف قاری کی آواز میں قراءت سنوائیں۔
- مسابقت و مقابلہ حسن قراءت کروائیں اور بہترین کارکردگی کے حامل طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں۔

(ب) تعارفِ قرآن مجید

قرآن مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں جان سکیں۔
 - قرآن مجید کی جمع و تدوین کے مراحل کے بارے میں جان سکیں۔
 - قرآن مجید کو ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔
 - قرآن مجید کی عالم گیریت کو سمجھ سکیں۔
 - نبی کریم ﷺ کے دور میں قرآن مجید کی تدوین کے طریقہ کار کا جائزہ لے سکیں۔

لفظ قرآن ”قِرَاءَةٌ“ سے ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں، چوں کہ قرآن مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل ہوا۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً تیس (23) سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ حالات و واقعات اور ضرورت کے مطابق نازل فرمایا۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ اسے پڑھنے والا کتابت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لمحہ نئی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

محفوظ ترین کتاب

قرآن مجید کی حقانیت کی یہ دلیل ہے کہ اس کا ایک ایک حرف چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی محفوظ ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ کی طرح اس میں بیان کی گئی معلومات بھی قرآن مجید کے اعجاز کی دلیل ہیں۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآن مجید قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۹﴾ (سُورَةُ الْحَجَرِ : 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

قرآن مجید کی عالم گیریت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کی

رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوع انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

عہد رسالت میں جمع و تدوین قرآن مجید

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جمع و تدوین کرنے کی ہدایت کی اور انہیں اس کے لیے حیات طیبہ ہی میں مکمل قرآن مجید لکھا جا چکا تھا۔ عہد رسالت ہی میں قرآن مجید عموماً پتھر کی ان رسلوں، چمڑے، کھجور کی چھال اور اونٹ کے شانے کی ایسی ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا جو خاص اسی مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھیں۔ یوں قرآن مجید عہد نبوی ہی میں مکمل حفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔

عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جمع و تدوین قرآن مجید

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اگرچہ قرآن مجید مکمل کتابی شکل میں موجود تھا، تاہم حکومتی سرپرستی میں قرآن مجید کی نشر و اشاعت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ قرآن مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اس وقت محسوس ہوئی جب جنگ یمامہ میں قرآن مجید کے سیکڑوں حُفاظ کرام شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی، تاہم اس وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حُفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے قرآن مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے مشہور قاری قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم کام کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد رسالت میں وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے مسلسل اور انتہائی محنت سے قرآن مجید کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود رہا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ائمہ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب مختلف قراءتوں اور لہجوں میں قرآن مجید کی تلاوت پر اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں کو بھیجا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) لفظ قرآن کا معنی ہے:

- (الف) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب
(ب) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(ج) محفوظ کتاب
(د) آخری کتاب

(ii) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

- (الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
(د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) کس جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے؟

- (الف) جنگ یمامہ
(ب) جنگ یرموک
(ج) جنگ قادسیہ
(د) جنگ جمل

(iv) حکومتی سرپرستی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے قرآن مجید کی جمع و تدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

- (الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(د) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(v) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآن مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

- (الف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(د) حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) قرآن مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔
(ii) قرآن مجید ایک عالم گیر کتاب ہے۔ وضاحت کریں۔
(iii) قرآن مجید کے قیامت تک کے لیے محفوظ ہونے کی وجہ بیان کریں۔
(iv) قرآن مجید کا اعجاز تحریر کریں۔
(v) عہد رسالت میں تدوین قرآن مجید کی وضاحت کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جمع و تدوین قرآن مجید کے احوال بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ✽ کراجماعت میں اعجاز القرآن کے حوالے سے ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔
- ✽ جمع و تدوین قرآن کے مختلف مراحل کو چارٹ پر لکھ کر کراجماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ✽ طلبہ کو قرآن مجید کے اعجاز کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔
- ✽ کراجماعت میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے مختلف مراحل کے بنیادی نکات کے بارے میں گروپ کی صورت میں کام کروائیں۔

(ج) حدیثِ نبوی (حَائِطَةُ النَّبِيِّينَ إِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حدیثِ نبوی کی تعریف اور اہمیت بیان کر سکیں۔
- حدیثِ نبوی کا مفہوم اور فضیلت سمجھ سکیں۔
- نصاب میں شامل احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

حدیث کے لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم ﷺ حَائِطَةُ النَّبِيِّينَ إِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی طرف ہو، حدیث کہلاتا ہے، یعنی نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

حدیثِ نبوی کی اہمیت و فضیلت

نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ، دین کی تعلیمات کا سرچشمہ اور رشد و ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد قرآن مجید کی تشریح و تفسیر اور اس کا عملی نمونہ فراہم کرنا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے حدیثِ نبوی اہم ذریعہ ہے۔ بطور مسلمان ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بنائیں۔ ہماری زندگی نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی بات کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْغُضُوا أَعْيَابَكُمْ ﴿٣٣﴾ (سُورَةُ مُحَمَّدٍ: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴿٧﴾ (سُورَةُ الْحَشْرِ: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول اللہ (ﷺ) تمہیں عطا فرمائیں تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں

تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

ان آیات سے ہمیں یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار حضورِ اقدس ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال ہیں، لہذا ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

منتخب احادیث مبارکہ

① **اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔** (مسند احمد: 9153)

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

② **مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔** (سنن ابی داؤد: 4943)

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

③ **أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَجِبُوا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوِي رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجِبُوا فِي الطَّلَبِ، خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرَّمَ (سنن ابن ماجہ: 2144)**

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

④ **مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْطَلَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ** (صحیح مسلم: 6524)

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

⑤ **عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ، قَالَ: "الشُّرْكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ"** (صحیح مسلم: 88)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

⑥ **إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوْلَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ** (صحیح بخاری: 2545)

ترجمہ: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت رکھا ہے، چنانچہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انہیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

⑦ **مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أْفْتَاهُ، وَمَنْ أْشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ** (سنن ابی داؤد: 3657)

ترجمہ: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

8) **الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ** (صحیح مسلم: 37)

ترجمہ: حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

9) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔** (سنن ابن ماجہ: 925)

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

10) **كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعَرَضُهُ۔** (صحیح مسلم: 2564)

ترجمہ: ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

- | | |
|--|---|
| 1) الرَّحْمَنُ (نہایت مہربان) | 2) الرَّحِيمُ (ہمیشہ رحم فرمانے والا) |
| 3) الْمَلِكُ (بادشاہ) | 4) الْقُدُّوسُ (ہر عیب سے پاک) |
| 5) السَّلَامُ (سلامتی دینے والا) | 6) الْمُؤْمِنُ (امان بخشنے والا) |
| 7) الْمُهَيَّبِينَ (حفاظت فرمانے والا) | 8) الْعَزِيزُ (عزت اور غلبے والا) |
| 9) الْجَبَّارُ (بہت زبردست) | 10) الْمُبْتَكِرُ (بہت بڑائی والا) |
| 11) الْمَخْلِقُ (پیدا کرنے والا) | 12) الْبَارِئُ (عدم سے وجود میں لانے والا) |
| 13) الْمُصَوِّرُ (شکل و صورت عطا کرنے والا) | 14) الْغَفَّارُ (بہت بخشنے والا) |
| 15) الْقَهَّارُ (سب پر غالب) | 16) الْوَهَّابُ (بہت عطا فرمانے والا) |
| 17) الرَّزَّاقُ (بہت رزق دینے والا) | 18) الْفَتَّاحُ (بڑا مشکل کشا) |
| 19) الْعَلِيمُ (بہت جاننے والا) | 20) الْقَابِضُ (روزی تنگ کرنے والا) |

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) کوئی ایسا کام جو نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ نے خاموشی اختیار کی ہو، کہلاتا ہے:
- (الف) صفت (ب) قول (ج) تقریر (د) عمل
- (ii) قرآن مجید کی توضیح و تشریح کا پہلا عملی ماخذ ہے:
- (الف) حدیث نبوی (ب) عمل اہل بیت (ج) عمل صحابہ کرام (د) عمل تابعین
- (iii) حدیث مبارک کے مطابق رزق میں وسعت ہوتی ہے:
- (الف) سیر و سیاحت سے (ب) صلہ رحمی سے (ج) تجارت سے (د) علم حاصل کرنے سے
- (iv) غلط مشورہ دینے کو فرار دیا گیا ہے:
- (الف) خیانت (ب) گناہ (ج) جھوٹ (د) خود غرضی
- (v) گناہ کبیرہ میں سے ہے:
- (الف) بخل (ب) والدین کی نافرمانی (ج) فضول خرچی (د) اونچا بولنا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حدیث سے کیا مراد ہے؟ (ii) حضور اکرم ﷺ نے عمدہ اخلاق والا کسے قرار دیا ہے؟
- (iii) حدیث کی اہمیت سے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
- (iv) نبی کریم ﷺ نے غلط فتویٰ دینے کی کس طرح مذمت فرمائی؟
- (v) رزق حلال سے متعلق حضور اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) حدیث نبوی کی ضرورت و اہمیت تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب احادیث کا ترجمہ لکھ کر لائیں۔
- مختصر احادیث کا ترجمہ چارٹ پر لکھ کر کمر اجتماعت میں آویزاں کریں۔
- طلبہ منتخب احادیث میں سے کس کس پر عمل کرتے ہیں، ایک فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کے کردار کا جائزہ لیں کہ کس حد تک طلبہ احادیث مبارکہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔
- طلبہ کو احادیث یاد کروا کر تفریری مقابلہ کروائیں۔

ایمانیات و عبادات

باب
دوم

(الف) ایمانیات

(1) عقیدہ توحید

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- توحید کا معنی و مفہوم، فرضیت و اہمیت بیان کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں توحید کی اقسام جان سکیں۔
- شرک کا معنی و مفہوم جان سکیں۔
- شرک کی بنیادی اقسام کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی میں توحید کے اثرات اور شرک کے نقصانات کا ادراک کر سکیں۔
- عقیدہ توحید سے واقفیت حاصل کر کے صرف اللہ پر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔
- اللہ تعالیٰ کو ایک رب جانتے اور مانتے ہوئے تمام معاملات میں اسی سے رجوع کر سکیں۔
- شرک کی وعید سے آگاہ ہو کر اس سے دُور رہنے کی شعوری کوشش کر سکیں۔

توحید کے لغوی معنی ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا توحید کہلاتا ہے۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اسی کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں وَحْدًا لَا شَرِيكَ لَهُ ہے۔

اسلامی عقائد میں سب سے پہلے عقیدہ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ الہ و آفخہ وسلم تک اس دنیا میں جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کی تبلیغ کی۔ کوئی شخص عقیدہ توحید کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیے بغیر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ توحید کی اہمیت

قرآن مجید میں عقیدہ توحید پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام الاخلاص اور التوحید ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورت درج ذیل ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ (سُورَةُ الْاٰخِلَاصِ 1 تا 4)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) اے خاتم النبیین اے اخصا بہ وسلم آپ فرمادیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

عقیدہ توحید کو تمام امور دین پر اہمیت اور اڈلیت حاصل ہے۔ عقیدہ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ہے۔ جو شخص عقیدہ توحید اختیار کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے۔ عقیدہ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ربوبیت، اُلُوہیت، اسما اور صفات میں اکیلا اور یکتا تسلیم کیا جائے۔

عقیدہ توحید کی اقسام

(1) توحید ربوبیت

توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ هَلْ مِنْ شَرِكٍ لِّكُمْ

مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سُورَةُ الرَّؤْمِ: 40)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمہیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے پھر وہی تمہیں زندہ فرمائے گا، کیا تمہارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو، وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(2) توحید اُلُوہیت

توحید اُلُوہیت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اور اس کا شریک نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اس کے احکام کے تحت گزارنا توحید اُلُوہیت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ ۗ أَحَدًا ۝ (سُورَةُ الْكَهْفِ: 110)

ترجمہ: تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(3) توحیدِ اسماء و صفات

اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء و صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحیدِ اسماء و صفات ہے، یعنی اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اسماء و صفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

شُرک اور اس کی اقسام

جو شخص عقیدہ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ عقیدہ توحید کا انکار شرک ہے۔ شرک کا لفظی معنی حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں ربوبیت، اُلُوہیت اور اس کے اسماء و صفات میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور حصہ دار بنانا شرک کہلاتا ہے۔

(1) ذات میں شرک

اس سے یہ مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسرا اور برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو ماننا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (سُورَةُ الْاِخْلَاصِ: 3)

ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

(2) اُلُوہیت میں شرک

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا اُلُوہیت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اَلَا تَعْبُدُ وَاِلَّا اِيَّاكَ (سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ: 23)

ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(3) صفات میں شرک

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی ذات اور شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا صفات میں شرک کہلاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (سُورَةُ الشُّوْرَى: 11)

ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ

کی تمام صفات ذاتی ہیں، وہ کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

عقیدہ توحید کے اثرات

جو شخص عقیدہ توحید کو اختیار کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانے سے بچ جاتا ہے، اس کی زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

✽ عقیدہ توحید کو ماننے والا شخص غیر متنازع اور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔

✽ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، لہذا بندے کے لیے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔

✽ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص ننگ نظر نہیں ہوتا۔ اس کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اور سب کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی وجہ سے وہ ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔

✽ عقیدہ توحید انسان میں صبر و قناعت، بلند ہمتی اور توکل جیسی صفات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مشکل سے مشکل کام اور بڑی سے بڑی تکلیف سے پریشان نہیں ہوتا۔ عقیدہ توحید انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری پیدا کرتا ہے اور ذات پات اور دیگر معاشرتی تقسیم سے آزاد کر دیتا ہے۔

✽ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان پُر امید ہوتا ہے اور وہ پُر سکون اور اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) توحید کا لغوی معنی ہے:

(الف) ایک ماننا (ب) اطاعت کرنا (ج) صفات ماننا (د) برابری کرنا

(ii) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحید ربوبیت (ب) توحید الوہیت (ج) توحید اسماء (د) توحید صفات

(iii) قرآن مجید کی کون سی سورت میں عقیدہ توحید بیان کیا گیا ہے؟

(الف) الْكَوْثُرُ (ب) الْاِخْلَاصُ (ج) الْفَلَقُ (د) الْاِنْسَانُ

(iv) شرک کا لغوی معنی ہے:

(الف) حصہ دار بنانا (ب) ایک ماننا (ج) مالک سمجھنا (د) بھلائی کرنا

(v) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ فِي نَفْسِي كَيْ هِيَ:

- (الف) ذات میں شرک کی
(ب) صفات میں شرک کی
(ج) الوہیت میں شرک کی
(د) اسما میں شرک کی

-2 مختصر جواب دیں:

- (i) عقیدہ توحید کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
(ii) عقیدہ توحید کی اہمیت واضح کریں۔
(iii) عقیدہ توحید کی تین اقسام کے نام لکھیں۔
(iv) توحید الوہیت کی مختصر وضاحت کریں۔
(v) شرک کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

-3 تفصیلی جواب دیں:

- (i) عقیدہ توحید کی اقسام بیان کریں۔
(ii) عقیدہ توحید کے اثرات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نظام کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو تلاش کر کے ہم جماعت طلبہ کے ساتھ مباحثہ کریں۔
- عقیدہ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- نظام کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو دکھا کر طلبہ کے مابین خالق کائنات کی قدرت پر مذاکرہ کروائیں۔
- عقیدہ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کروائیں۔

(2) عقیدہ رسالت

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- عقیدہ رسالت کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- عقیدہ رسالت کے مفہوم، اہمیت اور ضرورت کو سمجھ سکیں۔
- انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات اور عظمت کا فہم حاصل کر سکیں۔
- عقیدہ ختم نبوت کے متعلق آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عقیدہ رسالت کی روح کو سمجھتے ہوئے عملی زندگی میں تمام انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی عزت و تکریم کر سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات، عظمت اور عقیدہ ختم نبوت کو ایمان کا لازمی حصہ سمجھ سکیں۔
- عقیدہ رسالت کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لے سکیں اور اپنی زندگیوں میں عقیدہ ختم نبوت کے اثرات کو جان سکیں۔

رسالت کے لغوی معنی پیغام رسائی یا پیغام پہنچانا کے ہیں اور پیغام پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے، جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں۔

ضرورت و اہمیت

اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد عقیدہ رسالت کا درجہ ہے۔ انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انتظام فرمایا۔ یہ ہدایت اور راہ نمائی اللہ تعالیٰ کے انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کے ذریعے سے مہیا کی گئی۔ انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام اپنے معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ نبوت اور رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم عَلَیْهِ السَّلَام سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر آ کر ختم ہوا۔ تمام انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق کی اصلاح اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی اقوام پیدا فرمائیں، ان سب کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ ان اقوام تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام پہنچا سکیں اور راہ نمائی کر سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ (سُورَةُ الْفَاطِر: 24)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی صفات

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں علم و حکمت سے نوازا جاتا ہے اور عام انسانوں میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی اور رسول اگرچہ انسان ہوتے ہیں، لیکن اپنے مرتبے اور عقل و فہم کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی نبوت اور رسالت وہی ہوتی ہے، یعنی منصب نبوت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ملتا ہے۔

انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسولوں کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ (سُورَةُ مُحَمَّد: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے اس سلسلے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو جو امتیازات الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کو بہت سے ایسے خصائص سے بھی نوازا گیا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کے اہم ترین خصائص درج ذیل ہیں:

(1) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ سے پہلے آنے والے انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کسی خاص قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے، لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کا امتیاز یہ ہے کہ آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(2) آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کو یہ امتیاز اور خصوصیت عطا کی گئی کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت سے تمام انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب صرف شریعت محمدی ہی واجب الاطاعت ہے۔

(3) آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ اَلِهٖ وَاَوْصِيَآءِهٖ وَسَلَّمَ پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔
(سُورَةُ الْمَائِدَةِ: 3)

(4) سابقہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے اب ان کی تعلیمات بالکل مٹ چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

ختم نبوت

قرآن کریم کی حفاظت اس لیے بھی ضروری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نبوت اور رسالت کے اس سلسلے کو ختم فرمادیا۔ اب قیامت تک کوئی اور نبی یا رسول نہیں آئے گا، لہذا اب قیامت تک قرآن کریم اور سنت نبوی کی پیروی کرنا ہی لازم اور ضروری ہے۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن سَأُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ (سُورَةُ الْاَحْزَابِ: 40)

ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث مبارکہ میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور امت کو یہ بتایا کہ اب میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“ (جامع ترمذی: 2219)

آیات و احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب قیامت تک حضور اکرم (ﷺ) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا، اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبوت کے ان جھوٹے دعوے داروں کے خلاف جہاد کیا۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسالت کا لغوی معنی ہے:

- (الف) پیغام پہنچانا
(ب) پیروی کرنا
(ج) مشہور کرنا
(د) سیدھا راستہ دکھانا

(ii) توحید کے بعد اہم ترین عقیدہ ہے:

- (الف) رسالت
(ب) تقدیر
(ج) آخرت
(د) ایمان بالملائکۃ

(iii) جس پیغمبر پر دین کی تکمیل ہوئی، وہ ہیں:

- (الف) حضرت نوح علیہ السلام
(ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام
(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ
- (iv) تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں امتیازات کے اعتبار سے فائق اور افضل ہستی ہیں:

- (الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام
(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام
(د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ
- (v) رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی وہ خصوصیت جو صرف آپ ہی کی انفرادیت ہے:

- (الف) صاحب کتاب
(ب) معصومیت
(ج) آخری نبی ہونا
(د) واجب الاطاعت

-2 مختصر جواب دیں:

- (i) رسالت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
(ii) رسالت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کریں۔
(iii) ختم نبوت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
(iv) نبی کریم ﷺ کی رسالت کی کوئی سی و خصوصیات تحریر کریں۔
(v) عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

-3 تفصیلی جواب دیں:

- (i) رسالت کی خصوصیات تحریر کریں۔
(ii) عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

اساتذہ اور والدین کی راہ نمائی میں ختم نبوت پر مواد اکٹھا کریں۔

برائے اساتذہ کرام

عقیدہ رسالت کے متعلق آیات قرآنیہ پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمر اجتماعت میں آویزاں کریں۔ طلبہ کو عقیدہ رسالت کے عملی تقاضوں سے آگاہ کریں۔

(3) ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں بنیادی عقائد (ملائکہ، آسمانی کتب، اور آخرت) کے بارے میں جان سکیں۔
- بنیادی عقائد (ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت) پر ایمان کی ضرورت و اہمیت کو جان سکیں۔
- ان عقائد پر ایمان لانے کی روح کو سمجھتے ہوئے روزمرہ معاملات میں اپنے قول و فعل میں تضاد ختم کر کے ان کی اصلاح کر سکیں۔
- مذکورہ عقائد کے عملی زندگی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ عقائد کو مضبوط بنانے کی غرض سے قرآن و سنت کے مطالعے کا رجحان پیدا کر سکیں۔
- عقیدہ آخرت کی روح کو سمجھتے ہوئے ذاتی اصلاح کی عملی کوشش کر سکیں۔

ملائکہ پر ایمان

ملائکہ ”مَلَکٌ“ کی جمع ہے جس کا معنی ”فرشتہ“ ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ فرشتوں کی اصل تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کے رسولوں، آسمانی کتابوں، آخرت کے دن اور تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) (سُورَةُ النَّحْرِ: 6)

ترجمہ: وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ انھیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے۔

- فرشتوں پر ایمان لانے سے انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ فرشتے اس کے تمام اعمال کو محفوظ کر رہے ہیں اور ایک دن انسان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کا جواب دینا ہے، چنانچہ انسان نیک اعمال شروع کر دیتا ہے۔
- اسی طرح فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان میں عزتِ نفس کا احساس پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا تھا۔
- قرآن مجید کے مطابق فرشتے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد لے کر نازل ہوتے ہیں، لہذا فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان مایوسی کا شکار نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ مشکلات کے وقت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نصرت اور مدد لے کر نازل ہوں گے۔

آسمانی کتب پر ایمان

آسمانی کتب پر ایمان رکھنا بنیادی عقیدہ ہے۔ آسمانی کتب سے مراد وہ کتابیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے

اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ پر آسمانی صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں، جن میں سے چار کتابیں زیادہ مشہور ہیں:

✳️ تورات، حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ پر نازل ہوئی ✳️ زبور، حضرت داؤد عَلَیْهِ السَّلَامُ پر نازل ہوئی

✳️ انجیل، حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ پر نازل ہوئی۔ ✳️ قرآن مجید، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔

✳️ ان تمام کتابوں میں دین کی بنیادی تعلیمات جیسے توحید، رسالت، آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا وغیرہ مشترک ہیں، البتہ شریعت کے قوانین ہر کتاب میں الگ ہیں۔

✳️ قرآن مجید نے پہلی تمام کتابوں کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ اب ان کتابوں کے احکام پر عمل کرنا ضروری نہیں، بلکہ صرف قرآن مجید کے احکام و قوانین پر عمل کرنا ہی لازمی اور ضروری ہے۔

آخرت پر ایمان

عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے، جو موت کے بعد شروع ہوگی۔ یہ ہمیشہ کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ نیکو کاروں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور برے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ قرآن مجید میں بار بار عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی ہے۔

✳️ عقیدہ آخرت پر یقین انسانوں کو درس دیتا ہے کہ یہ دنیا عارضی اور ختم ہونے والی ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی، لہذا انسان اس دنیا میں جو اعمال کرے گا، ان اعمال کا پورا بدلہ انسان کو آخرت میں مل جائے گا۔

✳️ عقیدہ آخرت پر ایمان زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ عقیدہ آخرت پر ایمان جتنا گہرا اور مضبوط ہوگا، انسان کا کردار اور اخلاق اتنا ہی اچھا ہوگا، کیوں کہ اسے یقین ہوگا کہ میں نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

✳️ عقیدہ آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص ذمہ دار اور حقوق ادا کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس میں ایثار و قربانی جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی ہو جاتی ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) مَلِكٌ کا معنی ہے:

(الف) فرشتہ (ب) انسان (ج) جن (د) بادشاہ

(ii) اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے سجدہ کیا:

(الف) حضرت آدم عَلَیْهِ السَّلَامُ کو (ب) حضرت نوح عَلَیْهِ السَّلَامُ کو (ج) حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ کو (د) حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ کو

(iii) فرشتوں کے ہر وقت انسانی اعمال کو لکھنے سے انسان کے اندر جذبہ پیدا ہوتا ہے:

(الف) احساس ذمہ داری کا (ب) صبر و تحمل کا (ج) عفو و درگزر کا (د) استقامت کا

(iv) تمام آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ کرنے والی کتاب ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) تورات (ج) زبور (د) انجیل

(v) آخرت سے مراد ہے:

(الف) موت کے بعد کی زندگی (ب) ختم ہونے والی زندگی (ج) دنیاوی زندگی (د) لمبی زندگی

2- مختصر جواب دیں:

(i) فرشتوں پر ایمان لانے کی اہمیت بیان کریں۔

(ii) فرشتوں پر ایمان کے دو اثرات تحریر کریں۔

(iii) چار مشہور آسمانی کتابوں کے نام لکھیں۔

(iv) فرشتوں کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟

(v) آخرت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) آسمانی کتب اور فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ وضاحت کریں۔

(ii) عقیدہ آخرت کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

جماعت کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور ان میں شامل نصاب بنیادی عقائد سے متعلق مستند ذرائع (قرآن و حدیث) سے اکٹھے کیے گئے معاون مواد کو تقسیم کیا جائے۔ طلبہ دیے گئے مواد کا مطالعہ کریں اور اہم نکات کی فہرست تیار کر کے جماعت کے سامنے پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

سبق میں مذکور عقائد کے بارے طلبہ کو سکول لائبریری سے کتب کا مطالعہ کروائیں۔

مختلف فرشتوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں طلبہ کو تفصیل سے آگاہ کریں۔

(ب) عبادات

(1) نماز

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں نماز کی فرضیت جان سکیں۔
- نماز بالخصوص باجماعت نماز کی فضیلت و اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- نماز کے بنیادی فلسفے کا فہم حاصل کر سکیں۔
- نماز کی حکمت اور اس کے معاشرتی، روحانی اور جسمانی فوائد سمجھ سکیں۔
- نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری و باطنی اثرات (ظہارت و پاکیزگی، نظم و ضبط، پابندی وقت، تزکیہ نفس) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- نماز کی فرضیت اور فوائد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں باجماعت نماز کی پابندی کرنے والے بن سکیں۔
- نماز کے احکام و مسائل گھر/مسجد سے سیکھ کر ان پر عمل کر سکیں۔

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قُرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

فرض نماز کے لیے مقررہ وقت شرط ہے۔ نماز انسان کو وقت کی پابندی اور نظم و ضبط کا درس دیتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ﴿۱۰۳﴾ (سُورَةُ النَّسَاءِ: 103)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

نماز ادا کرنا اللہ رب العزت کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کارشاد ہے:

پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے۔ جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: 668)

نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے۔ جب انسان وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، منہ دھونا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا ظاہری طور پر انسان کو طہارت و پاکیزگی بخشتے ہیں۔

جب انسان نماز کا آغاز کر کے تکبیر تحریرہ کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے تو قیام، قراءت، رکوع و سجود، قعدہ و جلسہ اور سلام ترتیب کے ساتھ لازم ہیں۔ ارکان نماز کی یہ ترتیب اور اس کی پابندی ہمیں نظم و ضبط کا درس دیتی ہے۔

انفرادی نماز کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

باجماعت نماز اکیلے نماز سے ستائیس (27) درجے افضل ہے۔ (صحیح بخاری: 645)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عشا باجماعت ادا کرتا ہے تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جو فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کو بقیہ آدھی رات کا ثواب مل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1491)

گو یا نماز ایک امانت ہے۔ اس امانت کو بروقت ادا کرنا ہی مطلوب ہے۔ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا اس لیے بھی باعث اعزاز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس عظیم گھر سے نسبت نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی کی سنت چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم: 254)

نماز کے فوائد و ثمرات

- گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنا، انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے۔ فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذات خود ورزش کا درجہ رکھتا ہے جس سے انسان کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
- مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان محلے داروں اور دیگر نمازیوں سے ملاقات کی وجہ سے ان کے حالات سے باخبر، دکھ درد سے آگاہ اور خوشی و غم کا احساس کر کے ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ انھی امور کا خیال رکھنے سے انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔
- نماز ہمدردی، ایثار، اخوت و محبت اور رواداری جیسے جذبات پیدا کرتی ہے۔ خشوع و خضوع والی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے۔
- نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طہارت کا خیال کرتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں، تاکہ ہم نماز کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی اثرات سے فائدہ حاصل کر سکیں اور دین کی حقیقی روح کے مطابق دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) نماز کو قرار دیا گیا ہے:
- (الف) جنت کی کنجی (ب) جنت کا دروازہ (ج) جنت کا حسن (د) جنت کا ستون
- (ii) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:
- (الف) میل کا (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا
- (iii) باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے افضل ہے:
- (الف) تیس درجے (ب) پچیس درجے (ج) ستائیس درجے (د) اسی درجے
- (iv) عشا اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب ہے:
- (الف) ایک مکمل رات کی عبادت کے برابر (ب) آدھی رات کی عبادت کے برابر
- (ج) ایک تہائی رات کی عبادت کے برابر (د) ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر
- (v) باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:
- (الف) صلہ رحمی کی (ب) سخاوت کی (ج) نظم و ضبط کی (د) کفایت شعاری کی

2- مختصر جواب دیں:

- (i) وقت پر نماز کی اہمیت کے بارے میں کسی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
- (ii) پانچ نمازیں ادا کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کون سی مثال دی ہے؟
- (iii) نماز کی فضیلت کے بارے میں دو جملے تحریر کریں۔
- (iv) مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے دو معاشرتی اثرات بیان کریں۔
- (v) نماز کی دو شرائط تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) نماز کے فوائد و ثمرات تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

✽ فرض نمازوں کے علاوہ مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی نمازوں کے چارٹ بنائیں، جن میں نمازوں کے نام، رکعتیں، اوقات مقام، حیثیت (فرض، واجب، سنت، نفل) شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

✽ بچوں کو طہارت و پاکیزگی کے واضح تصور کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب دیں۔

(2) روزہ

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں روزے کے مقصد اور فلسفے سے واقف ہو سکیں۔
 - روزے کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
 - روزے کے روحانی و جسمانی اور معاشرتی فوائد سمجھ سکیں۔
 - ماہ رمضان میں بدنی و مالی عبادات بالخصوص تلاوت قرآن مجید، قیام اللیل، تراویح، شب قدر، اعتکاف کرنے، سحری کرنے، افطار کرنے اور صدقہ و خیرات کی فضیلت کو سمجھ سکیں۔
 - روزے کے ظاہری و باطنی اثرات (تقویٰ، طہارت و پاکیزگی، نظم و ضبط، پابندی وقت، تزکیہ نفس، ایثار) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
 - مکمل آداب کے ساتھ روزہ رکھنے والے اور عملی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے والے بن سکیں۔
 - ماہ رمضان میں نبی کریم ﷺ، اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے انہیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔
 - ماہ رمضان میں بدنی عبادات، صدقات و خیرات، ایثار و غم خواری کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

ارکانِ اسلام میں روزے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ روزے کے لیے قرآن و حدیث میں لفظ 'صوم' یا 'صیام' استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی رُک جانے یا بیچ جانے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے، اُسے 'صوم' یعنی روزہ کہا جاتا ہے۔ روزہ 2 ہجری میں فرض ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ (سورۃ البقرہ: 183)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم (نافرمانی سے) بیچ سکو۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں روزے کے فرض ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ روزے کے اولین مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سفر اور مرض کے علاوہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ روزے کا مقصد چوں کہ پرہیزگاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنہ ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔“

(سنن ابی داؤد: 2362)

طلوع فجر سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہونے پر افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔

خود سحری و افطار کرنے یا کسی دوسرے مسلمان کو کروانے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ (صحیح مسلم: 1923)

کسی مسلمان کو افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسب توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی روزے دار کو روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔ (جامع ترمذی: 8047)

نزول قرآن مجید چوں کہ لیلۃ القدر میں ہوا تھا، اس لیے اس مہینے میں ہر عمل میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے۔ اس رات کو اللہ رب العزت نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کر کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمان تلاوت کلام مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ نماز تراویح ادا کرتے ہوئے پورا مہینہ قرآن مجید کی تلاوت ماہر قاری اور حفاظ صاحبان کی امامت میں سنتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خواتین و حضرات اعتکاف کی سنت ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے با برکت مہینے میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی عبادت میں کمر بستہ ہو جاتے تھے۔ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے ساتھ روزے رکھتیں اور اعتکاف بھی کیا کرتیں تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان میں دو دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری: 1903)

روزے کے فوائد و ثمرات

- روزے رکھنے سے جہاں اطمینان قلب اور صبر و شکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہاں کم کھانے کی وجہ سے معدے کو پورا مہینہ آرام ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
- روزے کی برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔
- مقررہ وقت پر سحری اور افطار انسان کو نظم و ضبط کی پابندی کا درس دیتی ہے۔
- روزے سے مسلمانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری، جسمانی و روحانی طہارت اور ایثار و ہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
- روزے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں کثرت سے صدقات و خیرات کا اہتمام کریں تاکہ معاشرے کے نادار اور غریب افراد کی مدد ہو سکے اور وہ بھی عید الفطر کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان المبارک میں کثرت سے عبادت کرنی چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اپنی بخشش کروا سکیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ہمیں رمضان المبارک کے معمولات کو سال بھر جاری رکھنا چاہیے۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:**
- (i) قرآن مجید کے مطابق روزے کا سب سے اہم مقصد ہے:
- (الف) تقویٰ کا حصول (ب) دوسروں سے ہمدردی
(ج) صدقات و خیرات کی کثرت (د) غربا و مساکین کی امداد
- (ii) وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں:
- (الف) جس میں جھوٹ اور فحش گوئی شامل ہو (ب) جس میں سحری نہ کی جائے
(ج) جس میں صدقہ و خیرات نہ کیا جائے (د) جس میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا جائے
- (iii) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کے اندر جذبات پیدا ہوتے ہیں:
- (الف) ہمدردی کے (ب) رواداری کے (ج) عفو و درگزر کے (د) کفایت شعاری کے
- (iv) مقررہ وقت پر سحر و افطار کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:
- (الف) صبر و تحمل کی (ب) استقامت کی (ج) نظم و ضبط کی (د) صلہ رحمی کی
- (v) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کے بارے میں احساس ہوتا ہے:
- (الف) بھوک پیاس کا (ب) مالی پریشانی کا (ج) جسمانی مشقت کا (د) عزت نفس کا
- 2- مختصر جواب دیں:**
- (i) صوم کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔
(ii) روزے کے انسانی صحت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
(iii) روزہ انسان کو پابندی وقت اور نظم و ضبط کا کس طرح درس دیتا ہے؟
(iv) رمضان المبارک میں کی جانے والی مالی عبادات کون سی ہیں؟
(v) روزے کے کوئی سے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔
- 3- تفصیلی جواب دیں:**
- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں روزے کی اہمیت اور فضیلت تحریر کریں۔
(ii) روزے کے فوائد و ثمرات بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ☀ طلبہ ماہ رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون کاموں کی فہرست بنائیں۔
- ☀ طلبہ اپنے رشتہ داروں اور محلے کے غریب و نادار لوگوں کی فہرست بنائیں اور ان میں خود فطرانہ اور صدقات و خیرات تقسیم کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ☀ رمضان المبارک کے فوائد و ثمرات کا چارٹ بنوا کر کمر اجاعت میں آویزاں کریں۔
- ☀ طلبہ کو روزہ رکھنے اور احترام رمضان المبارک کے متعلق احکام سے آگاہ کریں۔

عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

(1) فتحِ مکہ

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- فتحِ مکہ کے پس منظر، اسباب اور وجوہات کو جان سکیں۔
 - اسلام کے فروغ کے سلسلے میں فتحِ مکہ کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
 - فتحِ مکہ کے واقعات و معجزات سے واقف ہو سکیں۔
 - قدرت و اختیار ملنے پر معاف کرنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
 - فتحِ مکہ کے تناظر میں عفو و درگزر کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
 - فتحِ مکہ کے نتائج کا جائزہ لے سکیں۔
 - فتحِ مکہ کے بعد تطہیر کعبہ، بتوں کو گرانا اور کلید کعبہ کی سپردگی کے حوالے سے علم حاصل کر سکیں۔
 - فتحِ مکہ میں نصرتِ الہیہ کے ظہور کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے سچا ہونے پر یقین رکھ سکیں۔
 - فتحِ مکہ کے نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں لوگوں کو کھلے دل سے معاف کرنے والے بن سکیں۔

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر عرب قبائل میں سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بنے، بنو بکر نے قریش مکہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے، لیکن اٹھارہ (۱۸) ماہ بعد بنو بکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور حرم کعبہ میں بھی بنو خزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔ بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی، نبی کریم ﷺ نے قریش مکہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا کہ یا تو بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں یا معاہدے سے دست بردار ہو جائیں یا صلح ختم کر کے جنگ کا اعلان کریں۔ قریش مکہ نے جنگ کرنا قبول کیا۔ آخر 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کے نواح میں جا پہنچے۔ مَرَّ الظُّهْرَانِ کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہینہ (دایاں حصہ)، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہینہ (بایاں حصہ) اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ کا پرچم حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختصر جھڑپ کے بعد اسلامی لشکر، شہر مکہ میں داخل ہو گیا۔

قریش مکہ میں سے ابوسفیان، ہزیل بن ورقا اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہدایات جاری فرمائیں کہ جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے، عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے، جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے، جو ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیں ان سب کے لیے امان ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ پر انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصو پر سوار تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میں تمہارے ساتھ اسی سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اہل مکہ آپ ﷺ کے اس حسن سلوک اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جو درجہ دار مسلمان ہونے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا، آپ ﷺ نے ایک لکڑی پکڑی ہوئی تھی جس سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۗ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ: 81)

ترجمہ: حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی اور باہر نکل کر خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمائی، حجر اسود کو بوسہ دیا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی آپ ﷺ نے دست مبارک پر مردوں اور عورتوں کی بھاری تعداد نے اسلام قبول کیا۔

فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبول اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہل اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی، دشمنان اسلام کی سازشیں دم توڑ گئیں، آپ ﷺ کی قائدانہ صلاحیتیں رنگ لے آئیں، آپ ﷺ نے چند دن مکہ میں ہی قیام پذیر رہے اور حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر فرمایا اور مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں جو بڑے بڑے بت خانے تھے، ان کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) فتح مکہ کے اسباب میں سے ہے:

- (الف) مدینہ منورہ کی چراگاہ پر حملہ
(ب) بدر کے مقتولین کا انتقام
(ج) بنو خزاعہ پر حملہ
(د) قریش کے معاشی مفادات کا تحفظ

- (ii) فتح مکہ کے موقع پر دارالامن قرار دیا گیا:
- (الف) حضرت ابوسفیان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا گھر
(ب) حضرت عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا گھر
(ج) حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا گھر
(د) حضرت عثمان بن طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا گھر
- (iii) نبی کریم ﷺ خاتم النبیین الہیہ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی اٹنی کا نام ہے:
- (الف) قصوا
(ب) براق
(ج) ناقۃ
(د) ذوالفقار
- (iv) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے کفار کے لیے عام معافی کا اعلان علامت ہے:
- (الف) صبر و تحمل کی
(ب) عفو و درگزر کی
(ج) سخاوت کی
(د) ایثار و قربانی کی
- (v) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:
- (الف) حضرت طلحہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے
(ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے
(ج) حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے
(د) حضرت عثمان بن طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے

2- مختصر جواب دیں:

- (i) فتح مکہ کا واقعہ کب پیش آیا؟
- (ii) فتح مکہ کے موقع پر کن تین صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو لشکر کا امیر مقرر کیا گیا؟
- (iii) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟
- (iv) فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کیا سعادت حاصل ہوئی؟
- (iv) اس سبق میں ہمارے لیے کیا درس ہے؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) فتح مکہ کے اسباب بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- کمر اجتماعت میں نبی کریم ﷺ کو دعوت و تبلیغ میں درپیش مشکلات پر گفت گو کریں۔
- نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی مسافت کا جائزہ لیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی مسافت کا جائزہ لینے میں مدد کی جائے۔
- فتح مکہ کے متعلق ایک فہرست تیار کروائی جائے، جس میں لشکر کی تعداد، جھنڈوں کی تعداد اور علم برداروں کے نام وغیرہ شامل ہوں۔
- فتح مکہ کے موقع پر اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی شان و شوکت کے مظاہرے پر گفت گو کریں۔

عہدِ نبوی کے ماہِ وسال (مدنی دور)

(2) غزوہ حنین

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- غزوہ حنین کے پس منظر اور اسباب کو جان سکیں۔
- غزوہ حنین کے نتائج کو سمجھ سکیں۔
- اپنی قوت و کثرت پر فخر کرنے کے بجائے نصرتِ الہیہ پر بھروسہ کر سکیں۔
- غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی بے مثال شجاعت، استقامت اور ثابت قدمی سے سبق حاصل کر سکیں۔
- مشکل حالات میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے حواس کو متزلزل ہونے سے بچا سکیں۔
- عملی زندگی میں غزوہ حنین کے واقعات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

مکہ مکرمہ سے چالیس (۴۰) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع وادی حنین میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل آباد تھے، جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ تھے۔ انھوں نے فتح مکہ کے بعد اردگرد کے قبائل کو مسلمانوں کی مخالفت پر اکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض (۱۹) دن قیام کرنے کے بعد شوال 8 ہجری کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وادی حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض نو مسلموں کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی، ان کا یوں اپنی ظاہری طاقت و کثرتِ تعداد پر اترانا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔

ادھر دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے، جیسے ہی مسلمان میدانِ جنگ میں اترے، کفار نے اچانک حملہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی، جس کی وجہ سے بد نظمی پیدا ہوئی اور مسلمان اچانک اس قدر شدید حملے سے بوکھلا گئے اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اٹھنے لگے۔

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے مثالِ جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے، جس کی رکاب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور لگام حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ رکھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے دشمن کی طرف چل پڑے:

”أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ..... أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ“

”میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں“ (صحیح بخاری: 4315)

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرورت مند فرمائے گا اور دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکاریں، چنانچہ انہوں نے بلند آواز سے مجاہدین کو پکارا اور کہا ”بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟“ یہ آوازیں سن کر تمام مسلمان واپس مڑے اور تھوڑی ہی دیر میں میدان جنگ مجاہدین سے بھر گیا، بنو ہوازن کے خلاف گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی، جلد ہی دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے۔

اس غزوے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو متعدد معجزات عطا فرمائے، نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی، دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں فرشتوں کے ذریعے سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ غزوہ حنین میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہاتیس (30) مشرکوں کو قتل کیا، جبکہ مرنے والے کفار کی کل تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔ غزوہ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بے شمار مال غنیمت عطا فرمایا۔ اس مال غنیمت میں چھ ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی شامل تھی۔ نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت فوراً تقسیم نہیں کیا بلکہ دو ہفتے تک انتظار فرمایا تھا کہ شاید بنو ہوازن اسلام قبول کر لیں اور مال غنیمت ان کو واپس کر دیا جائے، لیکن ایسا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرما دیا۔ غزوہ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دروازے کے علاقوں تک پھیل گیا۔ غزوہ حنین میں مسلمانوں کی نصرت و فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۗ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۖ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾ (سُورَةُ التَّوْبَةِ: 25)

ترجمہ: ”یقیناً اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جب کہ تمہاری کثرت نے تمہیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا تو وہ (کثرت) تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔“

غزوہ حنین اور غزوہ بدر ہی دو غزوات ہیں، جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آزمائش سے دو چار کر کے بتا دیا کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنی تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے ہمیشہ عجز و انکسار کی روش اپنانی چاہیے، کیوں کہ کثرت کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اس غزوے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال و اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) وادی حنین کا مکہ مکرمہ سے فاصلہ ہے:
- (الف) بیس کلومیٹر (ب) تیس کلومیٹر (ج) چالیس کلومیٹر (د) پچاس کلومیٹر
- (ii) وادی حنین میں آباد تھے:
- (الف) بنو نضیر و بنو قینقاع (ب) بنو قریظہ و بنو سلیم (ج) بنو اوس و خزرج (د) بنو ہوازن و بنو ثقیف
- (iii) غزوہ حنین میں بکھرنے والوں کو آواز دے کر اکٹھا کرنے والے تھے:
- (الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (ج) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (iv) غزوہ حنین کے دوران میں نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ پر پھینکی:
- (الف) مٹھی بھر خاک (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ
- (v) غزوہ حنین سے ہمیں سبق ملتا ہے:
- (الف) تَوَكَّلْ كَا (ب) عَفْوٌ وَرِزْقٌ كَا (ج) كَفَايَةُ شِعَارِي كَا (د) رَوَادِرِي كَا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) غزوہ حنین میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے کفار کو واصل جہنم کیا؟
- (ii) غزوہ حنین کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح مسلمانوں کو پکارا؟
- (iii) غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں میں حوصلہ پیدا کرنے کے لیے کیا ارشاد فرمایا؟
- (iv) قرآن مجید میں کن دو غزوات کا نام ذکر ہوا ہے؟ (v) غزوہ حنین میں مسلمانوں کو کیا مال غنیمت حاصل ہوا؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ نے کس طرح شجاعت و استقامت کا مظاہرہ فرمایا؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ✽ اس سبق کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی بہادری و شجاعت پر ایک مضمون تحریر کریں۔
- ✽ طلبہ نقشے بگلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مکہ مکرمہ سے حنین تک کی مسافت کا جائزہ لیں۔
- ✽ کمر اجتماعت میں غزوہ حنین کے واقعات پر ذہنی آزمائش کا مقابلہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ✽ طلبہ کو غزوہ حنین میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے حوالے سے آگاہ کریں۔
- ✽ طلبہ کی نقشے بگلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مکہ مکرمہ سے حنین تک کی مسافت کا جائزہ لینے میں راہ نمائی کریں۔

عہد نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

(3) عام الوفود

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ عام الوفود کا معنی و مفہوم جان سکیں۔
- عام الوفود کی اہمیت اور اس کی معنویت کو سمجھ سکیں۔
- تین وفود کے اجمالی حالات اور نبی کریم ﷺ کے حسن معاملہ سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- وفود کی آمد کی وجہ سے جزیرہ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ اور حجۃ الوداع میں اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی سیرت کو مد نظر رکھتے ہوئے مہمانوں اور وفود کے اعزاز و اکرام کرنے والے بن سکیں۔
- عملی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے حسن معاملات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

عام کا معنی ”سال“ اور وفود جمع ہے وفد کی، جس کا معنی ’لوگوں کی جماعت‘ ہے۔ عام الوفود سے مراد وہ سال ہے جس میں پورے عرب سے کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم ﷺ کے ساتھ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ اور غزوہ حنین کے بعد دراز علاقوں میں پیغمبر اسلام ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اعلیٰ اخلاق کے چرچے ہوئے اور لوگوں میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی اسلام کے بارے میں سمجھ بوجھ حاصل کریں، لہذا بہت سے علاقوں سے جوق درجوق وفود حاضر ہونے لگے۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ آنے والے وفود کو عموماً مسجد نبوی میں ٹھہراتے تھے۔ ان وفود کا آنا و دراز کے علاقوں سے ہوتا تھا، جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ دور رسالت میں اسلام، پورے جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا۔ ان کے استقبال اور قیام و طعام کا انتظام نبی کریم ﷺ کے حسن انتظام، اسلامی آداب اور کریمانہ اخلاق کی عمدہ مثالیں ہیں۔

وفد بنو تمیم

بنو تمیم کا وفد 9 ہجری کے آغاز میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، یہ لوگ اپنے قیدیوں کو آزاد کرانا چاہتے تھے۔ ان کی قیادت عرب کا مشہور سردار اقرع بن حابس کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے قبیلہ (دوپہر کے وقت آرام) فرما رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو بے آرام کیا، آپ ﷺ کو گھر کے باہر پکارا، آوازیں دیتے رہے، آپ ﷺ نے اس کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب نہ کی، تو اللہ رب العزت نے سورۃ الحجرات نازل فرمائی۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے گئے کہ اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نبی ﷺ نے یہ آداب سکھائے اور آپ ﷺ کو پکارتے ہو۔

یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے، جن کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ نے بطور خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینے کا حکم دیا اور بطور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا کہ اٹھو اور جواب دو۔ انھوں نے تسلیم کر لیا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر دونوں بہت اعلیٰ ہیں۔ اقرع بن حابس بارگاہ رسالت ﷺ سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو الوداع کہا اور وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

وفد نجران

عرب کے علاقے نجران میں نصاریٰ بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان کا ایک وفد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ آیا۔ یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چودہ بڑے سردار بھی تھے، پھر ان سرداروں میں تین افراد بہت خاص تھے اور ان کے دینی و دنیاوی معاملات وہی تین افراد دیکھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اس وفد کا پر تپاک استقبال فرمایا، انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا، اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کی بہت خاطر تواضع کی گئی۔ یہ وفد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی خبر سن کر آپ ﷺ سے مناظرہ کرنے کی عرض سے آیا تھا، لہذا ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام دلائل سماعت فرما کر ایک ایک دلیل کو رد فرمایا، لیکن وہ لوگ اپنی ضد پڑٹے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔

یہ حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلہ کے لیے تشریف لائے۔ جب ان کے پادریوں نے یہ روشن چہرے دیکھے تو کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو دنیا سے تمہارا نام و نشان تک مٹ جائے گا، چنانچہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آچکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا، ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیا میٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

وفد عبد القیس

اس وفد میں بیس آدمی تھے۔ ان کے سردار کا نام منذر بن عازد اور لقب ”آشج“ تھا۔ اشج زبان اور دل کا کھرا تھا، وفد عبد القیس کی بارگاہ نبوی ﷺ میں آمد سے پہلے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خبر دی کہ مشرق سے کچھ سووار آ رہے ہیں جو اسلام قبول کریں گے۔ وفد عبد القیس کے لوگ جب نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا والہانہ استقبال فرمایا۔

انہوں نے حضور خاتمة النبیین ﷺ کے چہرہ انور کی خوب صورتی کو دیکھ کر آپ خاتمة النبیین ﷺ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسے دے کر محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس وفد کے سردار نے حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضری سے پہلے غسل کیا، عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور حلم اور وقار کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضری دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی وضع اور آداب کو پسند کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں: ایک حلم یعنی جلد بازی نہ کرنا اور امور و معاملات میں غور و فکر کرنا اور دوسری خوبی وقار ہے۔ دورانِ گفتگو میں آپ خاتمة النبیین ﷺ نے حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور غنیمت میں سے ادائے نسیں کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس والوں کی بخشش فرما۔ یہ وفدوں میں حضور خاتمة النبیین ﷺ کی بارگاہ میں رہا، قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھے۔ آپ خاتمة النبیین ﷺ نے ان کو تحفے تحائف دیے، ان حج کو بہت زیادہ مال عطا فرمایا اور ان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سبق میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے یہ درس ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے، معاملات میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور امور و معاملات کی انجام دہی میں غور و فکر کرنا چاہیے اور اپنی ذاتی زندگی میں وقار و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
- (i) عام الوفود سے مراد ہے:
- (الف) وفود کا سال (ب) وفود کا دن (ج) وفود کی صدی (د) وفود کا مہینا
- (ii) بنی تمیم کے سامنے نبی کریم ﷺ نے بطور خطیب کس شخصیت کو پیش کیا؟
- (الف) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (iii) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا:
- (الف) مسجد نبوی میں (ب) مسجد قبا میں
- (ج) حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر (د) سرانے میں
- (iv) وفد بنی تمیم کی قیادت کر رہا تھا:
- (الف) اقرع بن حابس (ب) مالک بن فہر
- (ج) عبد اللہ بن ابی (د) اشج

(v) وفد عبدالقیس کے سردار راج میں دو نمایاں خوبیاں تھیں:

- (الف) حلم اور وقار (ب) رواداری اور بردباری
(ج) صبر و تحمل (د) انکسار و تواضع

-2 مختصر جواب دیں:

- (i) عام الوفود کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔
(ii) وفد عبدالقیس کے سردار کا نام لکھیں۔
(iii) وفد عبدالقیس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کون سی دعا فرمائی؟
(iv) وفد عبدالقیس کے سردار نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے کیا اہتمام کیا؟
(v) وفد بنو تمیم کو بارگاہ رسالت میں حاضری کے کیا آداب سکھائے گئے؟

-3 تفصیلی جواب دیں:

- (i) وفد بنو نجران کے بارگاہ رسالت میں حاضری کا احوال بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

اساتذہ کرام کی مدد سے دس وفد پر مشتمل ایک فہرست تیار کریں اور اسے کمر اجتماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- معروف کتب سیرت کی روشنی میں طلبہ سے وفد پر مشتمل ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں وفد اور سردار کا نام، علاقہ، قبیلہ اور سال/مہینہ وغیرہ شامل ہوں۔
طلبہ کے مابین نبی کریم ﷺ کی وفود سے ملاقات اور اس دوران میں ہونے والے مکالمے پر مذاکرہ کروائیں۔

اُسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ اور ہماری عملی زندگی

(1) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا بچپن اور جوانی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی کے واقعات و معمولات کو جان سکیں۔
- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کا بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور خوش طبعی وغیرہ سے آگاہ ہو سکیں۔
- جوانی میں نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی بے مثل عفت و حیا، شجاعت و بہادری اور حُسن معاملات کے واقعات کو جان سکیں۔
- نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمتِ خلق کے جذبے کو اپناتے ہوئے معاشرے کی بہتری میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت 12-ربیع الاول، بروز پیر بمطابق 22-اپریل 571 عیسوی کو ہوئی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش کے چھ سال بعد وصال فرمائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے دادا جان حضرت عبد المطلب نے آپ کی پرورش کی۔ جب آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دادا کی وفات کے بعد شفیق چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کی۔ اہل عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کو قبیلہ بنو سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں، چار سال تک آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ وہیں رہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ ایک روز مجھ سے کہنے لگے: اماں جان! میرے بہن بھائی دن بھر نظر نہیں آتے، یہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اماں جان! آپ مجھے بھی میرے بہن بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیجیے۔ چنانچہ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے اصرار پر آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں، تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگا ہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ! آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی

نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایام طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے، چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ خاتۃ النبیین ﷺ نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ، ۱: ۵۳)

آپ خاتۃ النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اوّل کلام اللہ کی حمد و ثنا پر مبنی تھا۔ جب حضور اقدس ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ واپس پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ خاتۃ النبیین ﷺ کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں۔

راحت رسانی اور خدمتِ خلق

ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا تو سردارانِ عرب، کعبہ کے متولی حضرت ابوطالب کے پاس آئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ساتھ لیا، حرم میں دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعائے مانگنے میں مشغول ہوئے۔ دعا کے درمیان حضور خاتۃ النبیین ﷺ نے اپنی انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کی بارش برسی کہ زمین سیراب ہو گئی، جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، چشیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں اور قحط ختم ہو گیا۔

(الممل والنخل: ج: ۲، ص: ۲۴۹)

پورے عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی اور قیام امن کے لیے آپ نے حلف الفضول نامی معاہدے میں بھی شرکت فرمائی۔ اس معاہدے کے شرکانے یہ طے کیا کہ ملک سے بدامنی کو دور کریں گے مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے، کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔ اس معاہدے سے آپ خاتۃ النبیین ﷺ کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ خاتۃ النبیین ﷺ فرمایا کرتے تھے، اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ خاتۃ النبیین ﷺ کو اپنی مدد کے لیے پکارا تو آپ خاتۃ النبیین ﷺ نے اس کی دادی فرمائی۔

عفت و حیا

نبی کریم ﷺ حیا کے پیکر تھے۔ آپ کی عفت و حیا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ خاتۃ النبیین ﷺ پر وہ دار و شیزہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ (صحیح بخاری: 3562)

اس زمانے میں گھروں میں باقاعدہ طہارت خانوں کا رواج نہیں تھا۔ قضائے حاجت کے لیے آپ خاتۃ النبیین ﷺ آبدی سے دُور دراز تک نکل جاتے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ خاتۃ النبیین ﷺ آبدی سے بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ خاتۃ النبیین ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ (سنن ابی داؤد: 2)

بہن بھائیوں اور دوستوں سے حسن سلوک

آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے سگے بہن بھائی نہیں تھے۔ آپ خاتۃ النبیین ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما نبی کریم ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں اور پگھوڑے میں لوریاں دیتی تھیں۔

غزوہ حنین میں حضرت شیما قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنا تعارف کروایا تو آپ خاتۃ النبیین ﷺ نے بڑی عزت افزائی فرمائی، چادر بچھائی، احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مانگو تمہیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انہیں تمہاری وجہ سے امان دی جائے گی۔ پھر ان کی سفارش پر آپ خاتۃ النبیین ﷺ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے چچا ہیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے، نبی کریم ﷺ اس دوہرے رشتے کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بہت شفقت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے۔ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ غزوہ احد میں ان کی شہادت پر آپ خاتۃ النبیین ﷺ بہت غمگین ہوئے اور بعد ازاں کثرت سے ان کی قبر پر جایا کرتے تھے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے دوستوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں۔ یہ تمام احباب نہایت ہی بلند اخلاق اور باوقار لوگ تھے، آپ کے اپنے دوستوں سے تجارتی تعلقات بھی تھے۔ حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت میں آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے ساتھ شریک رہے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا۔

شجاعت و بہادری اور حسن معاملات

نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی شجاعت و بہادری اور حسن معاملات کا پیکر تھی۔ آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے اوصافِ جمیلہ کے اولین گواہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ غزوہ حنین میں جب اسلامی لشکر دشمنوں کے زرخے میں آ گیا تو اس وقت بھی نبی کریم ﷺ پریشان نہیں ہوئے۔ آپ خاتۃ النبیین ﷺ پر گھبراہٹ کے بالکل آثار نہ تھے۔ آپ خاتۃ النبیین ﷺ کے ساتھ شریک رہے، وہ پوری استقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں کھڑے یہ فرما رہے تھے:

”میں نبی برحق ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں۔“

حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن نبی کریم ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں دیکھا گیا۔ (جامع ترمذی: 1688)

نبی کریم ﷺ کے حسن معاملات کا عالم یہ تھا کہ جب قریش مکہ حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر دست و گریباں ہونے کے قریب تھے، تب آپ خاتۃ النبیین ﷺ نے حکمتِ عملی سے اتنے بڑے فتنہ و فساد سے تمام اہل مکہ کو بچا لیا، حجر اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہرقیبیلے کے معتبر افراد کو چادر پکڑنے کو کہا، جب تمام افراد نے چادر پکڑی تو آپ نے حجر اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب فرما دیا۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) نبی کریم ﷺ کی تاریخ پیدائش ہے:
 (الف) 18 اپریل 571ء (ب) 22 اپریل 571ء (ج) 24 اپریل 571ء (د) 26 اپریل 571ء
- (ii) داداجان حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے وقت نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک تھی:
 (الف) چھ سال (ب) آٹھ سال (ج) دس سال (د) بارہ سال
- (iii) نبی کریم ﷺ کے بچپن میں عرب میں قحط پڑا تو نبی کریم ﷺ نے کیا کیا؟
 (الف) امداد کے طور پر غلہ دیا (ب) اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کی
 (ج) دعا کے دوران میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی (د) زم زم کے کنویں پر گئے
- (iv) جس معاہدے کو حضور اکرم ﷺ نے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب قرار دیا:
 (الف) بیثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ (ج) حلف الفضول (د) مواخات مدینہ
- (v) حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن کا اسم گرامی ہے:
 (الف) حضرت شیماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 (ج) حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) نبی کریم ﷺ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
- (ii) نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- (iii) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم ﷺ سے کون سا دوہرا رشتہ تھا؟
- (iv) نبی کریم ﷺ کا بہن بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (ii) نبی کریم ﷺ کی سیرت کی روشنی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمتِ خلق پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- کمر اجاعت میں نبی کریم ﷺ کے بچپن اور جوانی کے واقعات پر گفت گو کریں۔
- نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی چند مثالیں تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- نبی کریم ﷺ کے بچپن اور جوانی میں عزیز واقارب، قریبی دوستوں بالخصوص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پیش آنے والے واقعات پر طلبہ کے ساتھ گفت گو کریں۔

اُسوۂ رسول ﷺ اور ہماری عملی زندگی

(2) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذوق عبادت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی عبادت کے واقعات و معمولات سے واقف ہو سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم ﷺ کے خشوع و خضوع کے بارے میں جان سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم ﷺ کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم ﷺ کے ذوق و شوق، خشوع و خضوع کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کی روشنی میں عملی زندگی میں اعتدال کی صفت کو پیدا کر سکیں۔

نبی کریم ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت فرماتے تھے۔ عبادت میں ایک سوئی حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ غارِ حرا میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی غار میں عبادت کے دوران میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ نمازوں کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے آپ ﷺ کو خاص شغف تھا۔ آپ ﷺ فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزے بھی رکھتے تھے۔

ذوقِ عبادت

نماز اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ ﷺ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“ (جامع ترمذی: 412)

نماز تمام عبادات میں سے افضل و اشرف عبادت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو نماز سے اس قدر محبت تھی کہ

آپ ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔

”رسول اکرم ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔“
 قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے اٹھ پڑتے۔“ (صحیح بخاری: 1146)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور اکرم ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔

میانہ روی اور اعتدال

دین اسلام عبادت میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ عبادت میں میانہ روی سے یہ مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے، اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ساتھ ساتھ اپنی صحت اور ضرورتوں کا بھی خیال رکھے۔ انسان اگر زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزارتا ہے تو وہ لمحہ بھی عبادت شمار ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے عبادت میں میانہ روی اور اعتدال اپنانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی، کیوں کہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری: 6134)

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات نے سرزمین عرب میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خطہ زمین جہاں بتوں کی پرستش ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد تک دلوں سے محو ہو گئی تھی، ان کے خیالات کا رخ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف ہو گیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادت اور خشوع و خضوع سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منور کریں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کریں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسول اللہ ﷺ نے عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو (ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو (د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ii) جب نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں عبادت کے دوران میں ورم آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(الف) کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں (ب) کیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کروں

(ج) کیا میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کروں (د) کیا میں عبادت کا حق ادا نہ کروں

(iii) نبی کریم ﷺ نے نماز کو قرار دیا:

(الف) آنکھوں کی ٹھنڈک (ب) آنکھوں کی روشنی (ج) آنکھوں کی چمک (د) دل کی روشنی

(iv) نبی کریم ﷺ نے عبادت کو حرام قرار دیا:

(الف) فرشتے سے ملاقات کے لیے (ب) تبلیغ کے لیے (ج) فضیلت کے لیے (د) ایک سوئی کے لیے

(v) حدیث مبارک کے مطابق نبی کریم ﷺ نے رات کے کس حصے میں سوتے تھے؟

(الف) ابتدائی حصے میں (ب) آدھی رات کو (ج) آخری حصے میں (د) فجر کے بعد

2- مختصر جواب دیں:

(i) اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی عبادت گزاری کا کیا عالم تھا؟

(ii) نبی کریم ﷺ کی عبادت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے؟ ایک مثال دیں۔

(iii) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کا کیا معمول بیان فرمایا ہے؟

(iv) عبادت میں اعتدال اور میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

(v) نبی کریم ﷺ نے عبادت میں میانہ روی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کیا نصیحت کی؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادت اور خشوع و خضوع پر روشنی ڈالیں۔

(ii) دین اسلام نے عبادت میں میانہ روی اور اعتدال کے بارے میں کیا احکام دیے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

• نبی کریم ﷺ کی عبادت میں ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

• عبادت کے سلسلے میں شب و روز کے معمولات نبوی ﷺ کے بارے میں کراجماعت میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

• عبادت کی مختلف صورتوں پر مشتمل چارٹ بنا کر کراجماعت میں آویزاں کریں۔

• نبی کریم ﷺ کی عبادت میں ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

اُسوۂ رسول ﷺ اور ہماری عملی زندگی

(3) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سخاوت و ایثار

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- اُسوۂ نبوی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں جان سکیں۔
 - سیرت طیبہ سے سخاوت و ایثار کی مختلف صورتوں (مالی، بدنی اور علمی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
 - رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سخاوت و ایثار کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
 - معاشرتی زندگی میں سخاوت و ایثار کے فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
 - معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے سخاوت و ایثار جیسی صفات کو اپنانا سکیں۔
 - اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی سخاوت و ایثار کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
 - سخاوت و ایثار جیسی صفات کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کی ترقی کا باعث بن سکیں۔

سخاوت کا معنی کھلے دل سے خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال عطا فرمایا ہے، اس میں سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں پر مال خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔ انسان اگر اپنی ضرورت اور حاجت ہونے کے باوجود خرچ کرے تو یہ بہترین سخاوت ہے، اسی کو ایثار کہا جاتا ہے۔ سخاوت کے مختلف طریقے ہیں: مثلاً فقر اور مساکین کو کھانا کھلانا، یتیموں کی پرورش کرنا، بیواؤں کی مالی مدد کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے مختلف امور انجام دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ایثار کرنے والے لوگوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴿٩﴾ (سُورَةُ الْحَشْرِ: 9)

’اور وہ اپنے آپ پر (انہیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہو‘

نبی کریم ﷺ نے سخاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور کنجوس اللہ اور جنت سے دور اور آگ

کے قریب ہے۔ (جامع ترمذی: 1968)

سخاوت کو اگر وسیع مفہوم میں دیکھا جائے تو مال و دولت کے ساتھ ساتھ علم، وقت اور صحت میں بھی انسان سخاوت کر سکتا ہے۔ علم کی بات اس شخص کو بتانا جو واقف نہیں، یہ بھی سخاوت ہے۔ کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دے دینا جس سے اس انسان کا دل بہل جائے، یہ بھی سخاوت ہے۔ صحت مند آدمی کا کسی بیمار، بوڑھے اور کمزور شخص کے کسی معاملے میں مدد کرنا بھی سخاوت ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ اور سخاوت و ایثار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے جو کچھ مانگا جاتا آپ ﷺ کا عطا فرمادیتے، ایک شخص حاضر ہوا اور سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے صدقے کے مال میں سے اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیتیں، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم اسلام لے آؤ، بے شک محمد رسول اللہ ﷺ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔ (صحیح مسلم: 2312)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں بھوکا ہوں، آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کے پاس مہمان کے کھانے کے انتظام کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، پھر آپ ﷺ نے دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا آج رات کون اس شخص کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی ضیافت کروں گا۔ وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کھانے کے لیے کیا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ انھوں نے کہا ان کو بہلا کر سٹلا دو اور جب مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں پھر سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تم نے جس طرح رات کو اپنے مہمان کی ضیافت کی ہے، اس سے اللہ بہت خوش ہوا۔ (صحیح مسلم: 2054)

نبی کریم ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات اگر آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا اور کوئی مانگنے والا آجاتا تو اپنی ضمانت دے کر مطلوبہ شے کسی سے لے کر حاجت مند کی ضرورت پوری فرمادیتے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کسی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی شے نہیں، ہاں تم میری ضمانت پر اپنی مطلوبہ اشیا خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔ (شمائل ترمذی: 338)

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے کبھی انکار کیا ہو۔ (صحیح مسلم: 2311)

نبی کریم ﷺ اپنے قول اور عمل میں نہ صرف سخاوت کا خود ایک نمونہ تھے، بلکہ آپ ﷺ کا عطا کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین بھی فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیوانہ وار آپ ﷺ کی ترغیب پر اپنا مال و اسباب آپ ﷺ کے قدموں پر ڈھیر فرمادیتے تھے۔ غزوہ تبوک 9 ہجری کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کی تیاری میں میری مدد کرے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا

ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال و اسباب آپ کی بارگاہ میں نچھا کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامانِ جہاد سے لدے سیکڑوں اونٹ اور اثرفیاں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیں۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخاوت اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ ایک بار سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے سے تھے، کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ہمیں بھی سخاوت و ایثار کی صفات اپنی چاہیں، کیوں کہ سخاوت و ایثار سے جہاں افراد معاشرہ کی مدد ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ سخاوت، انسانی دل سے مال و دولت کی لامحدود محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے، جس کے بعد انسان کو اطمینانِ قلب جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ سخاوت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) سخاوت سے مراد ہے:
- (الف) کھلے دل سے خرچ کرنا
(ب) فضول خرچی کرنا
(ج) منع کرنا
(د) روک لینا
- (ii) علمی سخاوت سے مراد ہے:
- (الف) کسی کو علمی بات سمجھانا
(ب) کسی پر مال خرچ کرنا
(ج) کسی کو وقت دینا
(د) تیمارداری کرنا
- (iii) یتیموں کی پرورش کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے کام انجام دینا کہلاتا ہے:
- (الف) صبر و تحمل
(ب) سخاوت و ایثار
(ج) عفو و درگزر
(د) رواداری
- (iv) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
- (الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا
(ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا
(ج) اسے مال و دولت عطا کیا
(د) اسے کھجوریں عطا کیں

(v) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی خاتمة النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا:

- (الف) گھر کا سارا مال
(ب) 1100 اونٹ
(ج) گھر کا آدھا مال
(د) 1000 دینار

2- مختصر جواب دیں:

- (i) سخاوت و ایثار سے کیا مراد ہے؟
(ii) سخاوت کی اہمیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان بیان کریں۔
(iii) انصاری صحابی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟
(iv) سخاوت کی مالی، بدنی اور علمی صورتوں کی وضاحت کریں۔
(v) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) سیرت طیبہ سے سخاوت کو مثالوں سے واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ اپنے جیب خرچ میں سے جمع شدہ رقم اور اشیا کے ذریعے سے فلاحی کاموں میں حصہ لیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال سخاوت اور بے پناہ جذبہ ایثار پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- نشان دہی کریں کہ روزمرہ زندگی میں سخاوت اور ایثار کی ضرورت کن کن مواقع پر پیش آتی ہے؟
- طلبہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ بخل سے پناہ مانگنے کی مسنون دُعا پڑھنے کو اپنا معمول بنائیں اور بخل سے عملی زندگی میں اجتناب کریں۔

اخلاق و آداب

باب
چہارم

(1) شکر و قناعت

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاقِ حسنہ، شکر و قناعت کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔
- شکر و قناعت کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزمرہ کے معاملات میں شکر و قناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی ﷺ سے شکر و قناعت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں شکر و قناعت کے معاشرتی فوائد و ثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- شکر و قناعت کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں شکر و قناعت کا مظاہرہ کر سکیں۔
- شکر و قناعت کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

شکر کا لغوی معنی احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان ماننے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنی قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنی میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ: 7)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔ (صحیح مسلم: 1054)

قناعت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان اسباب کی تلاش ہی چھوڑ دے، بلکہ کوشش کرتا رہے اور محنت کے بعد جو مل جائے، اس پر راضی رہے۔ شکر اور قناعت دو ایسے عظیم اوصاف ہیں، جن سے متصف ہو کر انسان اپنے پروردگار کے قریب ہو سکتا ہے اور خوشی سے زندگی گزار سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی“

(سنن ابی داؤد: 4814)

ایک دوسرے مقام پر شکر کے اجر کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے“ (جامع ترمذی: 2486)

اگر انسان شکر اور قناعت نہ کرے تو ہمہ وقت حصول دولت اور وسائل کے لیے کوشاں رہتا ہے جو اس کا دلی اطمینان چھین لیتا ہے اور روز بروز اس کی صحت خرابی کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے اور راحت و سکون اس کی زندگی سے نکل جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے شکر گزاری کا عملی پیکر تھے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں اور طریقوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی تو آپ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ انسان کو ملنے والی ہر نعمت صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسے چاہیے کہ وہ دنیا کی نعمتوں پر غور و فکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان اور مسلمان بنایا، اس نے ہمیں زندہ رہنے کے لیے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جیسے ہوا، پانی، روشنی اور غذا وغیرہ۔ شکر گزار بننے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال، حسن و جمال، رزق اور دیگر نعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے، تاکہ اسے احساس ہو کہ مجھے میرے رب نے زیادہ عطا کیا ہے۔ یہی جذبات اس کو شکر کی طرف لے آتے ہیں، شکر و قناعت سے ہی عبادت میں سکون ملتا ہے، ورنہ انسان لامحدود اور پُر تعیش سامانِ زندگی کے پیچھے دوڑ دوڑ کر خود کو تھکا دیتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ دوستوں اور رشتہ داروں کا بھی شکر ادا کریں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا“ (جامع ترمذی: 1955)

انسانوں کے شکر کا بہترین طریقہ ان کی نیکی اور بھلائی کے جواب میں جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہنا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا

(اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلہ دے) کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کر دی۔ (جامع ترمذی: 2035)

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:**
- (i) شکر کا لغوی معنی ہے:
- (الف) احسان ماننا (ب) خرچ کرنا (ج) تلاش کرنا (د) طلب کرنا
- (ii) قناعت سے مراد ہے کہ انسان کو جو رزق ملے:
- (الف) اس پر راضی رہے (ب) اس کو کم سمجھے (ج) اس میں کثرت سے خرچ کرے (د) اس میں کنجوی کرے
- (iii) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہنا چاہیے:
- (الف) اللَّهُ أَكْبَرُ (ب) سُبْحَانَ اللَّهِ (ج) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (د) الْحَمْدُ لِلَّهِ
- (iv) کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا اجر برابر ہے:
- (الف) روزے دار کے (ب) مجاہد کے (ج) مسافر کے (د) سخی کے
- (v) بھلائی کرنے والے شخص کو جواب میں کہنا چاہیے:
- (الف) الْحَمْدُ لِلَّهِ (ب) جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا (ج) يَذْكُمَكَ اللَّهُ (د) اللَّهُ أَكْبَرُ
- 2- مختصر جواب دیں:**
- (i) شکر وقناعت کا معنی و مفہوم لکھیں۔
- (ii) شکر وقناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات لکھیں۔
- (iii) حدیث مبارک کے مطابق نعمت کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے کے لیے کیا اجر ہے؟
- (iv) نبی کریم ﷺ کی شکر گزاری کی ایک مثال تحریر کریں۔
- (v) لوگوں کا شکر ادا کرنے کی اہمیت پر ایک حدیث مبارک لکھیں۔
- 3- تفصیلی جواب دیں:**
- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں شکر وقناعت کی اہمیت اور معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نبی کریم ﷺ کی سیرت سے شکر وقناعت کے واقعات پر گفت گو کریں۔
- شکر وقناعت پر تحقیقی مضمون تحریر کریں۔
- طلبہ اپنی روزمرہ زندگی سے ایک دوسرے کو شکر کے واقعات سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو رسول اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے شکر وقناعت کے چند واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔

(2) امانت و دیانت

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں امانت و دیانت کے معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔
 - امانت و دیانت کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
 - سیرتِ نبوی ﷺ سے امانت و دیانت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
 - عملی زندگی میں بددیانتی اور دھوکا دہی کے نقصانات سے آگاہ ہو سکیں۔
 - امانت و دیانت کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
 - روزمرہ کے معاملات میں امانت و دیانت کا مظاہرہ کر سکیں۔
 - عملی زندگی میں امانت و دیانت کے معاشرتی فوائد و ثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
 - امانت و دیانت کو اپنا کر مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

امانت و دیانت سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔ امانت و دیانت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کا تصور نہایت وسیع ہے اور امانت و دیانت کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سب سے بڑی امانت داری خالق کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کی پاسداری کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے، باقی تمام امانتیں اسی بنیادی تصور سے وابستہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ان میں داخل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا إِلَيْهَا مَنِّتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (سُورَةُ النَّسَاءِ: 58)

”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کے سپرد کرو۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ (مسند احمد: 5140)

”اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت پوری نہیں کرتا۔“

امانتوں کی ادائیگی کا سلسلہ حکمران وقت سے شروع ہو کر ایک خادم تک آتا ہے، حکمران اپنے فرائض ادا کریں، رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کریں، عدل قائم کریں اور عہدہ و منصب، اہل لوگوں کے سپرد کریں، علماء، دین حق لوگوں کو پہنچانے کی امانت ادا کریں، مال دار اور اغنیاء اپنے اموال میں سے غریب و مساکین کی معاونت کا فریضہ ادا کریں، لوگ دفاتر میں اپنے اوقات کی پابندی کریں، یہ سب

امانت و دیانت کی صورتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔“

(جامع ترمذی: 1264)

نبی کریم ﷺ امانت داری کا پیکر تھے، اس لیے کافر اور مشرک بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرت مدینہ کی رات تک اہل مکہ کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں جو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ایک مرتبہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے ابوسفیان (جو ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) سے سوال کیا کہ مکہ مکرمہ میں جو شخص نبوت کے دعوے دار ہیں وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے گواہی دی کہ وہ نماز، سچائی، پاک دامنی، ایقانے عہد اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں، ہرقل نے کہا کہ یہ باتیں نبی ہی کی صفات ہو سکتی ہیں۔ (صحیح بخاری: 2681)

انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے، اسی وجہ سے اپنی زندگی کو بھی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

اسلام میں ہر شخص کو اس کے دائرہ کار میں امانتیں سونپی گئی ہیں۔ خواہ وہ خاندان کا سربراہ ہو، شوہر ہو، غرض سب سے ان کی امانتوں سے متعلق پوچھا جائے گا۔ کسی کے راز کو افشا نہ کرنا بھی امانت داری ہے۔ مشورہ بھی امانت ہوتا ہے، لہذا ہمیشہ کسی کو اچھا مشورہ دینا چاہیے اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کر سکتا۔ مجلس میں جو بات کہی جائے، وہ اس مجلس کی امانت ہے۔ اہل مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے، پھر وہ چلا جائے، تو وہ بات سننے والے کے نزدیک امانت ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، کسی کے سامنے وہ بات اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر بیان نہ کرے، اگر بیان کر دے تو خیانت ہوگی۔ (جامع ترمذی: 1909)

اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت والے معاملات کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا، لوگوں میں اعتماد کی فضا بحال رہے گی، بددیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بد اعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحانات فروغ پاتے ہیں اور انسان کی تخلیق کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں اور انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امانت و دیانت کو اپنائیں، تاکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی اور فلاحی معاشرہ بن سکے اور ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
- (i) امانت و دیانت کا تعلق ہے:
- (الف) مالی معاملات سے (ب) ملازمت سے (ج) تجارت سے (د) زندگی کے ہر شعبے سے
- (ii) ہجرت مدینہ کے وقت نبی کریم ﷺ کے پاس امانتیں موجود تھیں:
- (الف) کفار مکہ کی (ب) اہل مدینہ کی (ج) یہودی کی (د) اہل طائف کی
- (iii) نبی کریم ﷺ کے حکم سے کفار مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:
- (الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
- (ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
- (iv) کسی کے راز کی حفاظت کرنا کہلاتا ہے:
- (الف) امانت داری (ب) صلہ رحمی (ج) کفایت شعاری (د) عفو و درگزر
- (v) حدیث مبارک کے مطابق مجلس میں کی گئی بات ہے:
- (الف) امانت (ب) فیصلہ کن بات (ج) آخری بات (د) نہ بھولنے والی بات

2- مختصر جواب دیں:

(i) امانت داری سے کیا مراد ہے؟

(ii) قرآن مجید کی آیت کریمہ کی روشنی میں امانت کی اہمیت بیان کریں۔

(iii) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کے دربار میں کیا جواب دیا؟

(iv) بددیانتی اور دھوکا دہی کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

(v) امانتوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں افراد معاشرہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں امانت کی اہمیت اور اقسام بیان کریں۔

(ii) سیرت طیبہ سے امانت کی کوئی ایک مثال بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

اساتذہ کرام کی مدد سے نبی کریم ﷺ کے امانت و دیانت کے واقعات پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

امانت کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں پر جماعتی مذاکرہ کروائیں۔

طلبہ کے گروپ بنائیں ہر گروپ امانت پر مشتمل چند ذاتی مثالیں اپنے ہم جماعت دوستوں کے سامنے پیش کرے۔

بُری عادات سے اجتناب

(1) تکبر

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں تکبر کا مفہوم جان سکیں۔
- تکبر کی مذمت اور وعید کو جان سکیں۔
- اُسوۂ رسول اکرم ﷺ سے تکبر کے بارے میں تعلیمات جان سکیں۔
- تکبر سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں تکبر سے محفوظ رہ سکیں۔
- تکبر کی وجہ سے اہلسنت کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات سے سبق سیکھ سکیں۔

انسان کا اپنے آپ کو افضل اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔ انسان کی باطنی بیماریوں میں تکبر بہت بُری اور بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو تکبر اور مغرور کہا جاتا ہے، اس طرح کا شخص گویا کہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔

تکبر کی تین مختلف صورتوں میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود کو شریک ٹھہرانا ہے، جیسے فرعون اور نمرود نے رب ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیاء کرام و رسل علیہم السلام کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کی گئی ان عظیم شخصیات سے بغض رکھا جائے، ان کی اطاعت و پیروی نہ کی جائے۔ جس طرح بعض اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا صرف اس لیے انکار کیا کہ بنو ہاشم کے خاندان میں جناب عبد اللہ کے گھر ایک یتیم بچہ بڑا ہو کر کس طرح نبوت کا دعوے دار ہو سکتا ہے؟ ان کا موقف تھا کہ نبوت کسی بڑے شہر میں کسی بڑے مال دار آدمی کا حق تھا۔ اس اعتراض کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے یہ قرآن کیوں نہیں نازل ہوا (مکہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر؟ (سُورَةُ الزُّخُوفِ: 31)

تکبر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں کے مقابلے میں خود کو بڑا تصور کیا جائے اور انسانی مساوات کے تصور کو بھی قبول نہ کیا جائے انسان کے اندر تکبر بعض اوقات کثرتِ علم سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات عبادت و ریاضت، مال و دولت کی کثرت، حسب اور نسب پر فخر، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی کے حصول، حسن و جمال اور طاقت و قوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ تکبر کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: وہ آخرت کا گھر ہے، جسے ہم نے بنایا ہے ان لوگوں کے لیے جو نہ زمین میں بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور نیک انجام

پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔ (سُورَةُ الْقَصَصِ: 83)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم: 91)

غرور و تکبر کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے حق بات کا انکار کرنا، دوسروں کو حقیر جاننا اور زمین پر اکڑا کر چلنا، کپڑے زمین پر گھسیٹے ہوئے چلنا، اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرنا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو ناپسند کرنا۔ اس کے برعکس کسی کو سلام میں پہل کرنا، کسی شخص کی نصیحت کو قبول کرنا، غصہ نہ کرنا اور کسی کو حقیر نہ سمجھنا تکبر کا خاتمہ کرتا ہے اور انسان کے دل میں عاجزی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس نے انکار کیا اور اس کے انکار کی وجہ یہی تکبر تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ طُ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۴﴾

(سُورَةُ الْبَقَرَةِ: 34)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

انسان جب تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنی جھوٹی انا کے تحفظ کے لیے بُرے اخلاق کا سہارا لیتا ہے اور ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کی خود ساختہ عزت کو بچا سکے۔ اس نخوست کی وجہ سے انسان جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ انسانی معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا، ایسے شخص کو اطمینان قلب جیسی عظیم کیفیت سے محروم رہنا پڑتا ہے، لامحالہ اس کا انجام دنیا اور آخرت میں ذلیل ہونا ہوتا ہے، تکبر آدمی اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے، مریضوں اور بیماروں سے بھاگتا ہے، آدمی گھر کے کام کاج میں حصہ نہیں لیتا۔ اس بیماری سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اور انبیا کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غرور و تکبر سے باز رہیں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) تکبر سے مراد ہے:

- (الف) خود کو دوسروں سے افضل سمجھنا
(ب) کثرت سے مال خرچ کرنا
(ج) تنہائی کو اختیار کرنا
(د) دوسروں سے نفرت کرنا

- (ii) ابلیس نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:
- (الف) تکبر کی وجہ سے (ب) مال و دولت کی وجہ سے
(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے
- (iii) زمین پر آکر چلنا ایک صورت ہے:
- (الف) تکبر کی (ب) عاجزی کی (ج) صلہ رحمی کی (د) رواداری کی
- (iv) حدیثِ مبارک کے مطابق کون سا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا؟
- (الف) رائی کے دانے کے برابر تکبر کرنے والا (ب) گندم کے دانے کے برابر تکبر کرنے والا
(ج) جو کے دانے کے برابر تکبر کرنے والا (د) چنے کے دانے کے برابر تکبر کرنے والا
- (v) متکبر شخص محروم ہو جاتا ہے:
- (الف) محنت سے (ب) مال سے (ج) نوکری سے (د) اطمینانِ قلب سے

2- مختصر جواب دیں:

- (i) تکبر کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
(ii) تکبر کی مذمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان لکھیں۔
(iii) تکبر کی کوئی سی دو صورتیں تحریر کریں۔
(iv) نبی کریم ﷺ نے تکبر کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
(v) کن اعمال سے تکبر کا خاتمہ ممکن ہے؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں تکبر کی مذمت اور وعید تحریر کریں۔
(ii) متکبر انسان کن اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات کی روشنی میں تکبر پر سیر حاصل بحث کریں۔
- گروہوں کی صورت میں تکبر کے نقصانات کے بارے میں کمر اجتماعت میں ایک مکالمے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو بتائیں اور عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ آپ کس طرح تکبر سے بچتے ہوئے عاجزانہ رویہ اپنا سکتے ہیں؟
- تکبر کے نقصانات کا چارٹ بنوا کر کمر اجتماعت میں آویزاں کروائیں۔

بُری عادات سے اجتناب

(2) حَسَدُ

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قرآن و سنت کی روشنی میں حسد کا معنی و مفہوم جان سکیں۔
- رشک اور حسد میں فرق کر سکیں۔
- حسد کی وجوہات اور اسباب و علامات جان سکیں۔
- اَسُوہِ نَبَوِیَّہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اِیْمًا وَاَصْحَابِہِمْ وَسَلَّمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے حسد سے بچنے کے متعلق احکام سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں حسد سے بچنے کے فوائد کی مثالیں بیان کر سکیں۔
- حسد سے ہونے والے انفرادی و اجتماعی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- حسد کی علامات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا احتساب کر سکیں۔
- حسد سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں اس سے محفوظ رہ سکیں۔

حسد سے مراد وہ کیفیت ہے، جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔

قرآن و سنت میں حسد کو پسند نہیں کیا گیا، لیکن رشک کی اجازت دی گئی ہے، حسد کرنے والوں کو حاسد کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ (سُوْرَةُ الْفَلَقِ: 5)

ترجمہ: اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

سب سے پہلے ابلیس نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے حسد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ نہیں کیا۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے علم و فن، دولت و ثروت یا منصب سے حسد کرتا ہے وہ ابلیس کے پیروکاروں میں شمار ہوتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اِیْمًا وَاَصْحَابِہِمْ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“ (سنن ابی داؤد: 4903)

رشک کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور کسی کی اچھی عادت اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ نے رشک کے جائز ہونے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

”رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے۔

اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتا رہا۔“ (صحیح بخاری: 7529)

حسد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حاسد خود محنت نہیں کرتا، اگر وہ محنت کرتا تو اس کے پاس بھی اللہ کی نعمتیں ہوتیں اور وہ حسد کی آگ میں نہ جلتا۔ دوسری وجہ دعا نہ کرنا ہے، اس کے علاوہ دشمنی کے جذبات، حُبِ دنیا، ہر وقت مال اور عہدے کے لالچ میں مست رہنا، حسد کی بنیادی علامات ہیں۔ حسد کا تعلق دل سے ہے افعال سے نہیں ہے لہذا جو شخص کسی بھی مسلمان کی برائی چاہے، وہ حاسد ہے۔ حاسد اپنا سب سے بڑا نقصان یہ کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس نے انسان پر کی ہیں، ان کو ناپسند کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس حد تک گرجاتا ہے کہ قتل و غارت پر بھی اتر آتا ہے۔ جس طرح قابیل نے حسد کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ انسان جب اس طرح کی گھنیا حرکت کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں ناکام ہو جاتا ہے۔ معاشرے کو مثبت کی بجائے منفی جذبات اور عوامل کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ یوں اپنی تخلیق کا مقصد بھی کھو بیٹھتا ہے اور مایوسی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جیسا کہ یہود مدینہ محض حسد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں۔ خصوصاً جب رات کو سونے کے لیے بستر پر جائیں تو پورے دن کا تجزیہ کریں کہ میں نے دل میں کسی شخص کے بارے میں حسد تو نہیں رکھا۔ اگر خود کو اس طرح کے جذبات کا مرتکب پائیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کریں اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں۔

نبی کریم ﷺ نے ہر رات کو سونے سے پہلے حسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: *صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ* (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور آیت الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔

(صحیح بخاری: 5748)

ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حسد سے بچیں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں، جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) ابلیس نے کس سے حسد کیا؟
 (الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام
 (ب) حضرت آدم علیہ السلام
 (ج) حضرت نوح علیہ السلام
 (د) حضرت اسماعیل علیہ السلام
- (ii) حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے:
 (الف) آگ لکڑی کو (ب) غصہ عقل کو (ج) روشنی اندھیرے کو (د) بدی نیکی کو
- (iii) کائنات میں سب سے پہلے قتل کی وجہ ہے:
 (الف) حسد (ب) فضول خرچی (ج) کنجوسی (د) غیبت
- (iv) یہود مدینہ کس وجہ سے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے سے محروم رہے؟
 (الف) حسد (ب) مال و دولت (ج) غرور (د) کنجوسی
- (v) حدیث مبارک کے مطابق جن دو لوگوں سے رشک کرنا جائز ہے:
 (الف) قاضی اور بادشاہ (ب) قاری اور سخی (ج) تاجر اور ملازم (د) عالم اور شاعر

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حسد کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
 (ii) رشک اور حسد میں فرق لکھیں۔
 (iii) حسد کے دو نقصانات تحریر کریں۔
 (iv) حسد کی دو وجوہات بیان کریں۔
 (v) سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں حسد سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) حسد کے بارے میں قرآن و سنت کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حسد کے نقصانات پر مشتمل فہرست تیار کریں۔
- کن کن مواقع پر ہم حسد سے بچ سکتے ہیں؟ فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- حسد کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا چارٹ بنوا کر کمر اجتماعت میں آویزاں کروائیں۔

حُسنِ معاملات و معاشرت

باب
پنجم

1- قسَم کے احکام و مسائل

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- قسم کے معنی و مفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
- جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کر سکیں اور حلف کی پاسداری کر سکیں۔

قسم کو قرآن و حدیث میں یَمین کہا جاتا ہے، یَمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یَمین کہلاتا ہے۔

قسم کے لیے یَمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اولاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بد اعتدالی کی فضا قائم ہوگی جو حسنِ معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمہاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمہارا اُن (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اُس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو)

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ: 89)

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم ﷺ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

بلاشبہ اللہ تمہیں اپنے آبا و اجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: 4254)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گو یا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی: 1535)

قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم: 4263)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ قسم کے حوالے سے چوتھی بات یہ ہے کہ جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمن منعقدہ کہتے ہیں۔ ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمن غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمن لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) یمین کا معنی ہے:
- (الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ
- (ii) کس قسم پر کفارہ ہے؟
- (الف) یمین منعقدہ (ب) یمین غموس (ج) یمین لغو (د) یمین فضول
- (iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:
- (الف) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا (ب) چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا
- (ج) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (د) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا
- (iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:
- (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ
- (v) کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟
- (الف) آباؤ اجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسماء کی

2- مختصر جواب دیں:

- (i) قسم کا معنی و مفہوم لکھیں۔
- (ii) قسم کی اقسام لکھیں۔
- (iii) قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟
- (iv) قسم توڑنے کا کفارہ تحریر کریں۔
- (v) جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- قسم سے متعلق احکام و مسائل پر گفت گو کریں۔
- طلبہ اپنا نمائندہ (مانیٹر) منتخب کر کے اس کی حلف برداری کی تقریب منعقد کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنا کر کمر اجتماعت میں آویزاں کروائیں۔

(2) گواہی کے احکام و مسائل

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- گواہی کے معنی اور مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے بوقتِ ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
- جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

گواہی کے لیے قرآن و سنت میں ”شہادت“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

● کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا

● معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

گواہی دینے والے کو گواہ کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبُ الشَّهَادَةَ إِذَا مَادُّ عَوْاٰطُ (سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ: 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَمَسَ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ: 283)

ترجمہ: اور گواہی کو مٹ چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے

خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ”عینی شہادت“ کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ”سمعی شہادت“ کہتے ہیں اور جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو ”شہادت علی الشہادت“ یعنی گواہی پر گواہی دینا کہا جاتا ہے

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دوسرا گواہ نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دوسرا مرد نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلا یا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سُورَةُ الْبَقَرَةِ: 282)

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (صحیح بخاری: 4470)

جھوٹی گواہی کا وبال

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بُت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سُورَةُ الْحَجِّ: 30)

سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساسِ ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بد امنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
- (i) گواہی کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:
- (الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر
- (ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:
- (الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم
- (iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:-
- (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ
- (iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:
- (الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شہادۃ علی الشہادۃ
- (v) جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے:
- (الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

2- مختصر جواب دیں:

- (i) شہادت کا معنی و مفہوم بیان کریں۔ (ii) مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔
- (iii) گواہی کے دوران میں کن دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟
- (iv) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔
- (v) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- گواہی کے احکام پر جماعت میں مذاکرہ کریں۔
- قرآن مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیات مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔
- جھوٹی گواہی کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر گفت گو کروائیں۔

3- حُقُوقُ الْعِبَاد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- حقوق العباد کا معنی اور مفہوم جان سکیں۔
 - قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
 - ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
 - ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے متعلق جان سکیں۔
 - ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
 - ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
 - اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
 - ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی و اخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن و سنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ (سُورَةُ النِّسَاءِ: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

- 1- رشتہ دار پڑوسی
- 2- قریب رہنے والا پڑوسی
- 3- تھوڑی دیر کا پڑوسی

نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:
 اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری: 6016)
 اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر اور
 ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار
 پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری: 6015)
 نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھوٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔

(صحیح بخاری: 5627)

آداب:

- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔
- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
- دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔
- حق پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا
 بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

معاشرتی اثرات

ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جانثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہمسایوں کے ساتھ
 حسن سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز
 کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔ افراد معاشرہ ریاست کی ترقی میں
 مدد و معاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسن سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن
 ہو سکے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) حقوق العباد سے مراد ہے:
 (الف) بندوں کے حقوق
 (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق
 (ج) ریاست کے حقوق
 (د) دوستوں کے حقوق
- (ii) قرآن مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:
 (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ
- (iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:
 (الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف
- (iv) حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟
 (الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ
- (v) قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:
 (الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا
 (ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق کا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حقوق العباد کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔ (ii) قرآن مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟
- (iii) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔ (iv) ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔
- (v) ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

قرآن مجید میں موجودہ ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروّجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام

اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی جان سکیں۔
 - آپ رضی اللہ عنہ کی صفات، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
 - واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا کردار جان سکیں۔
 - آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و صفات کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
 - آپ رضی اللہ عنہ کی قائدانہ صلاحیتوں سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی، کنیت ابو الحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں 38 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو سال اپنے دادا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، دس سال اپنے چچا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیس (23) سال اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں گزارے اور مختلف علوم حاصل کیے۔

عبادت و ریاضت

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں زین العابدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ فریضہ نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرز اٹھتا، ہوجاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟ غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رضی اللہ عنہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں غربا و مساکین کی ضروریات پوری کرتے اور فرماتے کہ جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

علم و فضل

سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کا علم و فضل سب کے ہاں مسلمہ ہے۔ علم اور دین کی مسند پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی پرورش ہوئی، دین میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ امام اور علم کا مینار تھے۔ تقویٰ، عبادات اور خشوع و خضوع میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ اپنی مثال آپ تھے، حتیٰ کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے اپنے دور کے سب سے بڑے متقی اور فقیہ ہونے پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ سے افضل خاندان قریش میں، میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کا فرمان ہے کہ سیدنا علی بن حسین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ سے کوئی افضل شخص نہیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ فرماتے ہیں کہ خانوادۂ رسول میں علی بن حسین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ جیسا قدر و منزلت والا کوئی نہیں۔ امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ نے انہیں مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔

یہ اس مبارک دور کی بات ہے جب مدینہ منورہ میں نامور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور معروف تابعین موجود تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ سے قرآن کی تفسیر، احادیث نبویہ کی روایت اور شریعت کے حلال و حرام کا علم حاصل کرنے والوں میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے فرزند محمد باقر اور ان کے علاوہ زہری، عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ جیسے اہل علم شامل ہیں۔ ابوسلمہ اور امام طاووس وغیرہ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ سے احادیث بھی روایت کیں

حج کے موقع پر جب ہشام بن عبد الملک (حاکم وقت) نے حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کو پہچاننے سے انکار کیا تو مشہور عرب شاعر فرزدقؒ نے حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی شان میں جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

یہ وہ ہیں جنہیں مکہ کی سرزمین ان کے قدموں کے نشانات سے پہچانتی ہے	هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَأْتُهُ
اللہ کا گھر (خانہ کعبہ) اور مکہ سے باہر کی سرزمین اور حرم ان کو پہچانتا ہے	وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ
یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں	هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللَّهِ كُلِّهِمْ
یہ پرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور ہدایت کا پرچم ہیں	هَذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الظَّاهِرُ الْعَلَمُ

اخلاق و صفات

حضرت امام جعفر صادق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ سے مروی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے۔ افسوس یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے، یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے۔

واقعہ کربلا میں کردار

سانحہ کربلا 61 ہجری کے وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی عمر 23 سال تھی۔ اس وقت آپ بیمار تھے اور واقعہ کربلا میں بچ جانے والے افراد

میں سے تھے۔ آپ کو خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دمشق میں اُموی حکمران یزید کے سامنے لایا گیا۔ کوفہ اور شام میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔

معروف سیرت نگار ابن سعد 'طبقات' میں لکھتے ہیں کہ "مسلسل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه، میدان کر بلا میں موجود تھے۔ 10 محرم کو نماز ظہر پر سیدنا حسین بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے آخری ملاقات کی، ان کو اپنی انگوٹھی سوپنی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر وہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

تصانیف

امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کتب میں "صحیفہ سجادیه" کے نام سے دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب بہت مشہور ہے، جو اہل تشیع میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی معروف کتاب "نوح البلاغہ" کے بعد، دوسری اہم ترین کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ نامور مصری مفسر امام طنطاوی لکھتے ہیں کہ "میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالخصوص جذب و کیف میں کیے گئے اذکار ہیں۔ امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی ایک اور تصنیف "رسالۃ الحقوق" کے نام سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ، انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ اور زبان وغیرہ اعضا کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اقوال زریں

- آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بہت سے اقوال زریں مشہور ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:
- اجنبی وہ نہیں جو شام و یمن کے شہروں میں اجنبی ہوں اجنبی تو وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہوں۔
 - ہر مسافر کا حق ہے، کہ مقیم لوگ اس کو جگہ اور سکونت میں حصہ دار بنائیں۔
 - تربیت اولاد تمھاری ذمہ داری ہے۔ اس فریضے کی بابت تم جواب دہ ہو، ان کی بہتر پرورش کرو، نیک آداب سکھاؤ، ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی فرماں برداری میں لاؤ، اس حوالے سے تم جزایا سزا پاؤ گے۔

وفات

25 محرم 95ھ میں آپ نے 57 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے چچا سیدنا حسن بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پہلو میں جَنَّةُ الْبَقِيْع (بقيع غرقہ) مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی اولاد میں حضرت امام محمد باقر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه، حضرت عیسیٰ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه، حضرت زید رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه معروف شخصیات ہیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) زین العابدین کا معنی ہے:

- (الف) عبادت گزاروں کی زینت
(ب) کثرت سے سجدہ کرنے والے
(ج) کثرت سے خرچ کرنے والے
(د) صلح کرنے والے

- (ii) واقعہ کربلا کے وقت حضرت سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی عمر تھی:
- (الف) اکیس سال (ب) تینس سال (ج) پچیس سال (د) ستائیس سال
- (iii) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے چہرہ کارنگ متغیر ہو جاتا:
- (الف) رات کے وقت (ب) وضو کرتے وقت (ج) خطبہ دیتے وقت (د) صدقہ ادا کرتے وقت
- (iv) حضرت سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرمان کے مطابق صدقہ:
- (الف) اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (ب) رزق میں اضافہ کرتا ہے
- (ج) تنگی دور کرتا ہے (د) غریبوں کا حق ہے
- (v) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سپردِ خاک ہوئے:
- (الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا نام اور کنیت لکھیں۔
- (ii) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا یہ لقب کس سبب سے ہے؟
- (iii) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی میدان کربلا میں اپنے والد ماجد سے آخری ملاقات کا حال لکھیں۔
- (iv) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کس وجہ سے کربلا میں جنگ میں شرکت نہ کر سکے؟
- (v) حضرت امام زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے علم و فضل پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ☀ سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا واقعہ کربلا کے بعد خواتین اسلام کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچانے کے موضوع پر گفت گو کریں۔
- ☀ سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے سیرت و کردار پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

- ☀ سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی دینی و ملی خدمات پر کراجماعت میں آگاہ کریں۔
- ☀ سیدنا زین العابدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں۔ جس میں ان کا اسم گرامی، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(2) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن مجید اور حدیث نبوی کے حوالے سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو کر تجوید کے ساتھ حسنِ قراءت کا ذوق پیدا کر سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابو موسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام لائیں اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

قبولِ اسلام

مکہ مکرمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ حق کی تلاش کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے یمن لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے ایک جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ خاتۃ النبیین اہلہ و آصلہا علیہم وسلم فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ واپس آ رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے یمن پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَسِّرْ أَوْ لَا تُعَسِّرْ، وَبَشِّرْ أَوْ لَا تُنْفِرْ، وَتَطَاوَعًا وَلَا تَخْتَلِفًا (صحیح مسلم: 4526)

ترجمہ: تم دونوں آسانی پیدا کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوش خبری دینا، دور نہ بھگانا، آپس میں اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔

حجۃ الوداع میں شرکت

دس ہجری میں نبی کریم ﷺ حاکمۃ النبیین اہلہ وَاَصْحَابِہِمْ وَسَلَّمَ نے حج کا اعلان فرمایا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا ”عبداللہ بن قیس! کیا تم حج کے ارادے سے آئے ہو؟ عرض کی: جی ہاں رسول اللہ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیت کیا تھی؟ انھوں نے جواب دیا جو رسول اللہ ﷺ نے نیت کی ہے، وہی میری نیت ہے۔ ارشاد فرمایا قربانی ساتھ لائے ہو؟ عرض کی، نہیں، حکم ہوا، تم طواف اور سعی کر کے احرام کھول دو۔

کارہائے نمایاں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند اور اصفہان کے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیے۔ بصرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہر تعمیر کروائی جو ”نہر ابی موسیٰ“ کے نام سے مشہور ہے۔

اخلاق و عادات

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت صحابی تھے۔ خشیت الہی، اتباع رسول ﷺ، توکل، شرم و حیا، اُمت مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، خدمت رسول ﷺ، تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کی سیرت کے نمایاں اوصاف تھے۔

فضل و کمال

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت مآب میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ ان مجھے افراد میں سے تھے جن کو عہد رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ابو موسیٰ سر تاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں“۔

اشاعتِ علم

قرآن و سنت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ کسی کو معلوم ہے وہ ضرور دوسروں تک پہنچانا چاہیے۔ جہاں کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں، جن میں 50 متفق علیہ ہیں، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت اور خوش الحانی

قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر معمولی شغف اور انہماک تھا۔ فرصت کا تمام وقت قرآن مجید

کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ آپ ﷺ کی آواز اس قدر عمدہ اور سرسلی تھی کہ نبی کریم ﷺ خاتۃ النبیین اہلہ وَاٰحِبَّاهِمْ وَسَلَّمَ فرماتے تھے کہ ”ان کو لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے۔“

نبی کریم ﷺ خاتۃ النبیین اہلہ وَاٰحِبَّاهِمْ وَسَلَّمَ کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن مجید پڑھنا اس قدر پسند تھا کہ آپ ﷺ خاتۃ النبیین اہلہ وَاٰحِبَّاهِمْ وَسَلَّمَ ان کو جہاں قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں کھڑے ہو جاتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں فرمائش کر کے ان سے قرآن مجید سنا کرتے تھے۔

وفات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذوالحجہ کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ خاتۃ النبیین اہلہ وَاٰحِبَّاهِمْ وَسَلَّمَ کی اطاعت کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام تھا:

- (الف) عبداللہ بن قیس
(ب) زید بن ثابت
(ج) انس بن مالک
(د) مالک بن نویرہ

(ii) نبی کریم ﷺ خاتۃ النبیین اہلہ وَاٰحِبَّاهِمْ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کیا:

- (الف) یمن کا
(ب) بصرہ کا
(ج) کوفہ کا
(د) مصر کا

(iii) عہد رسالت میں کتنے لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی؟

- (الف) دو
(ب) چار
(ج) چھ
(د) آٹھ

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا سب سے نمایاں وصف تھا:

- (الف) عمدہ لہجے میں تلاوت قرآن مجید
(ب) توکل
(ج) سادگی
(د) صبر و تحمل

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

- (الف) تین سو بیس
(ب) تین سو چالیس
(ج) تین سو ساٹھ
(د) تین سو اسی

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور کنیت لکھیں۔
- (ii) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- (iii) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔
- (iv) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اور کتنے برس کی عمر میں وفات پائی؟
- (v) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔
- (ii) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

✽ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور سیرت و کردار پر کمر اجتماعت میں ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام

✽ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

(3) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے اخلاق و صفات اور عبادت و ریاضت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے مجموعہ احادیث ”صحیفہ صادقہ“ کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی عبادت و ریاضت سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی تدوینِ حدیث کی خدمات کو جان کر علم حدیث میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو محمد اور ابو عبد الرحمن تھی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد کا نام عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور والدہ کا نام ریط بنت منبہ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا زیادہ وقت نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں گزارتے اور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں گزارتے اور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے، وہ لکھ لیتے تھے۔ زُہد و تقویٰ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ رسول اللہ کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا، وہ یاد الہی میں گزارتے تھے۔ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد نے بارگاہِ نبوی ﷺ خاتم النبیین ﷺ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی راہبانہ زندگی کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو والد کی اطاعت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

”عبد اللہ! روزے رکھو اور افطار کرو، نمازیں پڑھو اور آرام کرو، بیوی بچوں کا حق ادا کرو یہی میرا طریقہ ہے، جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ میری امت سے نہیں ہے“ (صحیح بخاری: 6134)

اہل بیت اطہار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے محبت

حضرت رجا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی موجود تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو مسجد نبوی میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ”کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا:

”وہ یہ ہیں جو تمہارے سامنے تشریف لارہے ہیں یعنی حسین بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا“

صحیفہ صادقہ کی تدوین

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے رسول اللہ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اِلَيْهِمْ وَاَفْخَلَهُمْ وَسَلَّمَ کے ارشادات و ملفوظات کا ایک مجموعہ جمع کیا، جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے، چنانچہ جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس میں سے دیکھ کر جواب دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس مجموعے کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے تھے کہ یہ وہ صحیفہ حق ہے جس کو میں نے تنہا رسول اللہ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اِلَيْهِمْ وَاَفْخَلَهُمْ وَسَلَّمَ سے سن کر جمع کیا تھا۔

علم و فضل

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی احادیث کی تعداد تقریباً سات سو (700) ہے، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ میں علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو عبرانی زبان پر بھی عبور تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ارشاد ہے کہ عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو مجھ سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے لیے لوگ دور دراز کے ممالک سے سفر کر کے حاضر ہوتے اور حدیث کا علم حاصل کرتے تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اہل علم کی بہت زیادہ عزت و احترام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔

وفات

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے 65 ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زندگی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اِلَيْهِمْ وَاَفْخَلَهُمْ وَسَلَّمَ کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی کنیت ہے:
- (الف) ابو عبدالرحمن (ب) ابو عبداللہ (ج) ابو بکر (د) ابو زید
- (ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا:
- (الف) زہد و تقویٰ (ب) سادگی (ج) صبر و تحمل (د) شکر و قناعت

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَہ کو دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا؟

- (الف) آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب (ب) آسمان کا ستارہ
(ج) اہل دنیا کا محبوب ترین شخص (د) جنت کے نوجوانوں کے سردار
(iv) صحیفہ صادقہ مرتب کرنے والی شخصیت ہیں:

- (الف) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا (ب) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
(ج) حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا (د) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی زندگی میں ہمارے لیے سب سے اہم سبق ہے:
(الف) صبر و تحمل کا (ب) عفو و درگزر کا (ج) علم و فن سے محبت کا (د) سادگی کا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے والد اور والدہ کا نام لکھیں۔
(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے زہد و تقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی اہل بیت اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔
(iv) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات واضح کریں۔
(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے کب اور کہاں وفات پائی؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے حالات زندگی تحریر کریں۔
(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی علمی خدمات تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

✽ اساتذہ کی مدد سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے صحیفہ صادقہ کی روشنی میں کمرہ جماعت میں تدوین حدیث کے بارے میں مذاکرے کا اہتمام کریں

برائے اساتذہ کرام

✽ طلبہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی حیات مبارکہ پر مشتمل چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

(4) حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیت نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری (حبشہ و روم) کو جان کر اس کے آداب کے بارے میں جان سکیں۔
- حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات کو سمجھ کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو، کنیت ابو أمیہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام امیہ بن خویلد تھا۔ حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغاز اسلام میں مسلمانوں کے مخالف تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نجاشی کے دربار میں سفیر اسلام

کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی میں سفارت کاری کو اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ سفارت کاری کے ذریعے ہی سے دوسرے ممالک کے ساتھ معاشی اور سیاسی تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ 6 ہجری میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوت اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سریہ میں شرکت

حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے ایک سریہ میں بھی شرکت کی۔ ابوسفیان کے حکم پر ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں نبی کریم ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے حملہ کرنے سے پہلے ہی نبی کریم ﷺ نے اس کا ارادہ بھانپ لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے گرفتار کر لیا، چونکہ اس سازش کا اصل محرک ابوسفیان تھا، لہذا نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن أمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کا کام تمام کرنے کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا، لیکن وہاں پر قریش مکہ کو خبر ہونے کی وجہ سے یہ لوگ واپس نکل آئے۔ راستے میں ان لوگوں کی ملاقات

عبداللہ بن مالک اور ابنو ہذیل کے ایک آدمی سے ہوئی، حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ کا سر قلم کر دیا۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری اور جرات و دلیری میں عربوں میں سے ممتاز تھے۔

وفات

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی 20 احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین الہی و اٰصحابہ وسلم کی اطاعت میں اپنی زندگی گزاریں تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
 - (i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:
 - (الف) ابو امیہ
 - (ب) ابوبکر
 - (ج) ابوسلمہ
 - (د) ابو عبدالرحمن
 - (ii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:
 - (الف) غزوہ احد کے بعد
 - (ب) غزوہ خیبر کے بعد
 - (ج) غزوہ تبوک کے بعد
 - (د) غزوہ حنین کے بعد
 - (iii) نبی کریم ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا:
 - (الف) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 - (ب) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 - (ج) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 - (د) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
 - (iv) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
 - (الف) بیس
 - (ب) چالیس
 - (ج) ساٹھ
 - (د) اسی
 - (v) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے:
 - (الف) اٹھاون ہجری
 - (ب) ساٹھ ہجری
 - (ج) باسٹھ ہجری
 - (د) چونسٹھ ہجری

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف بیان کریں۔
- (ii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں تحریر کریں۔

- (iii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- (iv) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے بارے میں مختصر تحریر کریں۔
- (v) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

3- تفصیلی جواب دیں۔

- (i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

✽ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

✽ گوگل میپ/ نقشہ/ گلوب کی مدد سے مدینہ منورہ سے حبشہ اور روم کے جغرافیائی فاصلے کی نشان دہی کروائیں۔

صحابيات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ

حضرت شفا، حضرت اُمِّ سُلَيْمٍ اور حضرت اُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ

حاصلاتِ تَعَلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ صحابیات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ کے حالات زندگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ کی سیرت و معاشرتی کردار سے واقف ہو سکیں۔
- عہدِ نبوی میں خواتین کو تحصیل علم اور معاشرتی کردار ادا کرنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جانے کی حوصلہ افزائی کا ادراک کر سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ کی علمی و طبی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے کردار کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی علمی و طبی خدمات سے متاثر ہو کر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے جذبے سے سرشار ہو کر معاشرے میں کردار ادا کر سکیں۔

حضرت شفا بنت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا نام شفا اور والد کا نام عبد اللہ بن عبد شمس تھا۔ حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا نکاح حضرت ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ہوا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔

حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو نبی کریم ﷺ خاتم النبیین اہلہ و آصلہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ آپ خاتم النبیین اہلہ و آصلہ وسلم کی گھر تشریف لے جاتے تھے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ خاتم النبیین اہلہ و آصلہ وسلم کا پسینہ جذب ہوتا تھا، جس سے خوش بو آتی رہتی تھی، حضور اکرم ﷺ کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً بڑی متبرک تھیں، حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی شرکت فرمائی اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حضرت شفا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی مرویات کی تعداد بارہ ہے۔

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سہلہ یا رملہ تھا، آپ کی کنیت ام سلیم اور لقب غمیصا اور رمیصا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام ملحان بن خالد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوائل اسلام میں مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر مشرک تھے۔ مذہب تبدیل کرنے پر اصرار کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ بعد میں حضرت ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی شرط عائد کی۔ حضرت ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو اپنا مہر معاف کرتے ہوئے کہا: ”میرا مہر اسلام ہے“۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں خدمت کے لیے پیش کیا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوات میں بھی حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ انصار کی چند عورتوں اور خصوصاً حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے۔ یہ خواتین لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، غزوہ احد، غزوہ خیبر اور غزوہ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرکت فرمائی۔ غزوہ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے تھیں، نبی کریم ﷺ نے پوچھا اس خنجر سے کیا کروگی؟ بولیں اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی، نبی کریم ﷺ ان کا جواب سن کر تبسم فرمانے لگے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم ﷺ نے بہت محبت تھی۔ نبی کریم ﷺ سے بہت محبت تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاں پانی کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو انہوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے، انہوں نے عرض کیا: جی، نبی کریم ﷺ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضرت ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ابوطلمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا بہت کم ہے اور نبی کریم ﷺ ایک کثیر تعداد کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیتے ہوئے کہا، ان باتوں کو اللہ اور اس کے رسول خاتۃ النبیّین اہلہ وَاَصْحَابہِ وَسَلَّمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھا، اللہ کی شان اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (صحیح بخاری: 810)

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نام نسبیہ بنت حارث تھا، کنیت اُمّ عطیہ تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھا۔ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت مدینہ سے قبل مسلمان ہوئیں۔

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عہد رسالت میں سات معرکوں میں شریک ہوئیں، جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

8 ہجری میں نبی کریم خاتۃ النبیّین اہلہ وَاَصْحَابہِ وَسَلَّمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند عورتوں نے مل کر ان کو غسل دیا۔

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین کرام ان سے میت نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا احکام نبوی کی خصوصی پابندی کرتی تھیں۔ نبی کریم خاتۃ النبیّین اہلہ وَاَصْحَابہِ وَسَلَّمَ نے بیعت لیتے ہوئے جن امور کا ان سے وعدہ لیا تھا، انہوں نے ہمیشہ ان کی پاسداری کی۔

صحابیات کے حالات زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم خاتۃ النبیّین اہلہ وَاَصْحَابہِ وَسَلَّمَ کے احکام کی روشنی میں گزاریں، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کردار ادا کریں اور ملک و ملت کا نام روشن کریں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت شفا کے والد کا نام ہے:

(الف) عبد اللہ (ب) عبد الرحمن (ج) عبد اللہ (د) عبد المطلب

(ii) حضرت شفا سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) دس (ب) بارہ (ج) چودہ (د) سولہ

(iii) غزوات کے دوران میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں:

(الف) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- (iv) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک سے مس شدہ کون سا ٹکڑا محفوظ کیا؟
 (الف) روٹی کا ٹکڑا (ب) پنیر کا ٹکڑا (ج) مشک کا ٹکڑا (د) کدو کا ٹکڑا
- (v) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:
 (الف) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 (ج) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف بیان کریں۔
 (ii) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوات میں کون سی خدمات انجام دیتی تھیں؟
 (iii) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نبی کریم ﷺ سے محبت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔
 (iv) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمات بیان کریں۔
 (v) حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں۔
 (ii) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ لیا جانتے ہیں؟
 (iii) حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت و کردار پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمی برائے طلبہ

- ✽ مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش والقباب، قبیلہ، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

- ✽ ہم مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زندگی سے کیسے راہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں؟ کمرہ جماعت میں تبادلہ خیالات کروائیں۔

صوفیہ کرام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ

(ابوالقاسم قشیری، شیخ فرید الدین عطار، خواجہ نظام الدین دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ)

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ شخصیات کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کے دینی و معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے طرزِ حیات کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، روحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان صوفیہ کرام کی معاشرتی و روحانی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر سکیں۔
- اہل اللہ کی صحبت کے فوائد و ثمرات کے بارے میں جان کر مستفید ہو سکیں۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا نام عبد الکریم تھا۔ اپنے آبا و اجداد میں ایک بزرگ قشیری کی وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی پیدائش ۹۸۶ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوانا نامی مستی میں ہوئی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بچپن ہی میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد وفات پا گئے۔ امام قشیری نے دین و تصوف کی بنیادی تعلیم اپنے شیخ ابوعلی دقاق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے حاصل کی۔ امام دقاق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اخلاص و محبت کا پیکر تھے، یہی اخلاص امام قشیری کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی صحبت میں کھینچ لایا۔

التَّيْسِيْرِي فِي عِلْمِ التَّفْسِيْرِ اور لَطَائِفِ الْقُرْآنِ فِي تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ، علم التفسیر میں آپ کی نمایاں کتب ہیں۔ اسمائے باری تعالیٰ پہ التَّخْيِيْرِي فِي عِلْمِ التَّنْكِهِيْرِ فِي مَعَانِي اَسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی آپ کی معتبر کتاب ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرونِ اولیٰ کے صوفیہ کرام علم دین اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لبریز قلوب و اذہان کے مالک تھے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے چالیس موضوعات پر احادیث مبارکہ جمع کی ہیں، جو معاشرتی اصلاح کے حوالے سے اپنا خاص مقام رکھتی ہیں۔ حضرت علی ہجویری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ”کشف المحجوب“ میں امام قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ متاخرین صوفیہ کے امام ہیں، جو اپنے زمانے میں یکتا اور قدر و منزلت میں ارفع و اشرف تھے۔ ہر فن میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے اوصاف موجود ہیں۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کی محققانہ تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

حضرت امام قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے امام بیہقی اور امام الحرمین جوینی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ نے تصوّف کے جو اصول اور صوفی کی جو خصلتیں بیان کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف صرف ذکر واذکار کا نام ہی نہیں بلکہ انسانی فکر کی ایسی تبدیلی ہے جو انسان کے اوصاف و اخلاق میں ایسا انقلاب لے آئے کہ انسان اچھے اخلاق کا بہتر نمونہ بن جائے اور انسان ظاہر اور باطن میں پاک صاف ہو جائے اور یہ طہارت انسان کی فکر کو خالص کر دے۔ انسان خشیت الہی کا مرقع بن جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور منفی خیالات و جذبات جیسے انتقام، بخل و حرص اور لالچ انسان کے اندر سے نکل جائیں۔

تصوّف میں حضرت امام قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کی تصنیف ”رسالہ قشیریہ“ ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں تصوّف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس کی ابتدا میں تصوّف کے عقائد بیان کیے گئے ہیں، اس کے بعد 83 صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

امام قشیری کی وفات 1072 عیسوی میں میشاپور میں ہوئی، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کو آپ کے مرشد ابو علی دقاق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ

آپ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابو عمید تھا، لیکن قلمی نام فرید الدین سے مشہور ہوئے۔ عطار کا لقب آپ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ خوش بو اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے کر جاتے تھے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے اساتذہ میں مجدد الدین بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے مختلف علوم و فنون خصوصاً علم الکلام، فلسفہ، قرآن و حدیث، فقہ، طب اور خصوصاً ادب میں مہارت حاصل کی، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ فارسی کے مشہور شاعر تھے، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کے اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے دنیا کے مختلف ممالک خصوصاً مصر، دمشق، مکہ، ترکستان اور ہندوستان کی سیر و سیاحت کی۔

تذکرۃ الاولیاء، پند نامہ اور منطق الطیر آپ کی مشہور اصلاحی کتب ہیں، جن کا موضوع حالات اولیا، نصیحت اور تصوّف ہے۔ مشہور زمانہ صوفی بزرگ مولانا جلال الدین رومی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ نے بھی شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ سے فیض حاصل کیا اور مولانا روم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ کی شاعری کا منبع و ماخذ شیخ سے اکتساب فیض ہی ہے۔

آپ کی مایہ ناز تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں تقریباً 96 اولیا کرام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ پند نامہ میں جن موضوعات پر آپ نے لکھا ہے، ان کی ترتیب اس طرح ہے: حمد باری تعالیٰ و نعت رسول مقبول، ائمہ دین اور مجتہدین کی فضیلت، نفس کی بجائے احکامات الہیہ کی تابع فرمانی، خاموشی کے فوائد، ریاکاری سے اجتناب، اخلاق حسنہ، اہل سعادت کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد، سکون و عافیت کے اسباب، عجز و انکسار، ذکر کے فوائد اور غصے کے نقصانات اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھنا، نیز مذکورہ تعلیمات سے ان حضرات کی

معاشرتی و روحانی خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آج کا معاشرہ اگر ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو انفرادی اور اجتماعی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے ہی ظاہری اور باطنی فوائد و ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔

1221ء میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران میں 114 سال کی عمر میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شہادت ہوئی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مزار مبارک نیشاپور میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیاء اور محبوب الہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے آبا و اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے والد بدایون کے قاضی تھے۔ پندرہ (۱۵) برس کی عمر میں دہلی تشریف لائے۔ قرآن و حدیث اور فقہ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے اساتذہ میں علامہ علاء الدین اصولی، شمس الدین خوارزمی اور کمال الدین محمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہم قابل ذکر نام ہیں۔ بیس سال کی عمر میں اجدہن موجودہ پاک پتن شریف میں بابا فرید الدین گنج شکر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے دست مبارک پر بیعت کی اور چھ پاروں کا درس حاصل کیا۔ شیخ نے گلاہ چہارت کی یعنی چار کونوں والی ٹوپی عطا کی جو بنیادی طور پر چار چیزوں کو ترک کرنے کا وعدہ تھا۔ دنیاوی مال و متاع کے حصول کے لیے لامحدود مشقت کو ترک کرنا، ایسا خوفِ آخرت جو خوفِ الہی پر غالب ہو، اس کو ترک کرنا، بہت زیادہ کھانا اور سونا ترک کرنا، نفس کی تابع فرمانی ترک کرنا۔

یہ چیزیں آج بھی سلسلہ چشتیہ کا امتیاز ہیں اور یہی اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔ آپ اپنے شیخ کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور خلقِ خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہی ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنے مریدین کو کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کی ہدایت فرماتے۔ آپ کو علوم القرآن پر خاص دسترس حاصل تھی۔

آپ نے پوری زندگی طلب علم، عبادات، ریاضت و مجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت و ایثار، دل جوئی کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے، حلیم و بردبار اور حسن سلوک کے پیکر تھے، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا سخت مخالف تھا اور آپ کو بڑا بھلا کہتا رہتا تھا لیکن اس کے فوت ہو جانے پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور دعا کی کہ اے اللہ اس شخص نے جو کچھ بھی مجھے کہا، یہ میرے ساتھ کیا ہے، میں اس کو معاف کرتا ہوں۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور روحانی آثار واضح ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ ملے تو فکر نہ کرو، امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔ کسی کی برائی نہ کرو، بلا ضرورت قرض نہ لو، ظلم کے بدلے عطا کرو۔ ایسا کرو گے تو بادشاہ تمہارے در پر آئیں گے، فقر و فاقہ رحمتِ الہی ہے، جس شب فقیر بھوکا سویا، وہ شب اس کی شبِ معراج ہے، اللہ کی راہ میں جتنا بھی خرچ کرو، وہ اسراف

نہیں ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے اسراف ہے، خواہ کتنا ہی کم ہو۔

ہر صوفی بزرگ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا، ہزاروں کی تعداد میں فقرا و مساکین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے، آپ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر حسن سجری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سرفہرست ہیں۔

ایک بار ایک طالب علم آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنی ضرورت بیان کی تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بیل کے سوا کچھ نہ تھا، آپ نے وہی بیل طالب علم کے حوالے کر دیا اور فرمایا جاؤ دینی علمی ضروریات پوری کر لینا۔ آپ نے خاندانِ خلیجی اور خاندانِ تغلق تک کے مختلف سلاطین کا زماںہ دیکھا۔ آپ نے ان کی بھی ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی، ”راحت القلوب“ آپ کی وہ تحریری کاوش ہے، جس میں آپ نے اپنے شیخ کامل بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اکٹھے کیے ہیں۔ ”فضل الفوائد“ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ملفوظات ہیں جو حضرت خواجہ امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے ہیں اور ”فوائد الفوائد“ آپ کے وہ ملفوظات ہیں، جن کو حضرت امیر حسن سجری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے، یہ ملفوظات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں جن میں شریعت، عبادت، احسان، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1324ء میں وفات پائی۔

اس سبق میں ہمارے لیے یہ راہ نمائی ہے کہ اگر صوفیہ کرام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو معاشرے سے نفرتوں اور کدورتوں کا خاتمہ کر کے معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

- (i) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
- (الف) گنج شکر (ب) فرید الدین
(ج) گنج بخش (د) سلطان الاولیا
- (ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش ہے:
- (الف) بدایون (ب) دہلی
(ج) بخارا (د) سمرقند
- (iii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی دسترس حاصل تھی:
- (الف) علوم القرآن پر (ب) علم الانساب پر
(ج) علم النجوم پر (د) علم الاصوات پر

- (iv) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی مشہور تصنیف ہے:
- (الف) رسالہ قشیریہ (ب) کشف المحجوب
(ج) پندنامہ (د) راحت القلوب
- (v) حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی مشہور تصنیف ہے:
- (الف) تذکرۃ الاولیا (ب) احیاء العلوم
(ج) کشف المحجوب (د) مثنوی معنوی

2- مختصر جواب دیں:

- (i) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
- (ii) رسالہ قشیریہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔
- (iii) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے کوئی سے تین ملفوظات تحریر کریں۔
- (iv) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی کی معاشرتی و روحانی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- (v) حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تصنیف پندنامہ کے موضوعات تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب لکھیں:

- (i) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے حالات زندگی اور تصوف کے بارے میں ان کی تعلیمات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔
- (ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے حالات و واقعات تحریر کریں۔
- (iii) حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی علمی خدمات قلم بند کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- مذکورہ صوفیہ کرام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی نوٹ لکھیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش کے علاوہ تصانیف اور خدمات بھی شامل ہوں۔
- مذکورہ شخصیات کے حالات زندگی اور تعلیمات پر کمر اجاعت میں مکالمہ کریں۔ مذکورہ شخصیات کے اخلاق و کردار پر مبنی واقعات اور ان سے حاصل ہونے والے عملی اسباق تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- مذکورہ شخصیات کے متعلق اہم معلومات پر چارٹ بنوا کر کمر اجاعت میں آویزاں کروائیں۔

علماء و مفکرین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- مذکورہ شخصیات کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
 - ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
 - ان کی علمی و معاشرتی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
 - ان کی تعلیمات اور تصانیف سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
 - مذکورہ علماء و مفکرین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
 - ان کی زندگی کے مختلف روشن پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

ابو اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے، جنہیں مجددین اسلام میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی تصانیف میں الاعتقاد فی اہل البدع والضلال، الموافقات فی أصول الشریعة (علم فقہ میں یہ ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے) اور کتاب المجالس وغیرہ شامل ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ 538 ہجری کو اندلس کے قصبہ شاطبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور حدیث و فقہ کا کچھ حصہ پڑھا اور شاطبہ کی مساجد میں منعقد ہونے والے علم کے حلقوں میں شریک ہوئے۔ بچپن سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا میلان علم قراءت کی طرف تھا، یہ علم آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے ابو عبد اللہ محمد بن ابی العاص النفری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سے حاصل کیا۔ مزید تعلیم کے لیے قریبی شہر بلنسیہ تشریف لے گئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ 590 ہجری کو بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قبلہ اولیٰ کی زیارت کے بعد امام صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ دوبارہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں لوٹ آئے اور تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ 590 ہجری کو قاہرہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ مشہور عالم علامہ عراقی نے پڑھائی۔ امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ علوم شرعیہ کے ماہر عالم اور لغت کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ذہنی وسعت اور قوی ادراک رکھنے والے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو قراءت و تفسیر میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے ایک اعلیٰ پائے کے ادیب اور شاعر کے طور پر بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ صالح انسان، قول کے سچے اور بلند کردار کے حامل تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ متقی، صابر، پاک باز، معزز شخصیت تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا اصل نام عبدالرحمن، کنیت ابو الفضل اور لقب جلال الدین تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ایک شہرہ آفاق مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ ”تفسیر جلالین اور تفسیر درمنثور“ کے علاوہ قرآنیات پر آپ کی کتاب ”الاتقان فی علوم القرآن“ علم میں کافی مقبول ہے۔ تاریخ اسلام پر تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اَسْیُوط میں ۸۲۹ ہجری میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو اَسْیُوطی کہا جاتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے 8 سال کی عمر میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد شیخ شمس سیرامی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور شمس فرومانی حنفی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شاگردی میں رہے اور ان دونوں حضرات سے متعدد کتب پڑھیں۔

علامہ سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا فرمایا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا ہے کہ حج کے موقع پر میں نے آپ زمزم پیا اور اُس وقت یہ دعا مانگی کہ علم فقہ میں مجھے علامہ بلقینی اور حدیث میں علامہ ابن حجر عسقلانی کا رتبہ مل جائے، چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تصانیف اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی علمی شان اس کی شاہد ہے کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی یہ دعا بارگاہِ الہی میں مقبول ہوئی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے خود فرمایا کہ: ”مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کرتا۔“

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مورخ بھی تھے۔ خلفائے ملت اسلامیہ پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تصنیف تاریخ الخلفاء ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر بغداد کے آخری خلیفہ کے عہد خلافت تک سن وار لکھی گئی ہے۔

علامہ سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے 19۔ جمادی الاول 911 ہجری میں وفات پائی۔ علامہ سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو دنیاوی مال و دولت سے محبت نہ تھی۔ اکثر امرا و اعیان آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے ملاقات کے لیے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوتے تھے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کسی کا ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ علامہ سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔

علامہ مفکرین رحمہم اللہ تعالیٰ کی سیرت کے روشن پہلوؤں میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہمیں علم کے حصول و ترویج کے لیے کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ہمارے معاشرے سے جہالت کا خاتمہ ہو سکے اور ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن کر امن کا گہوارہ بن سکے۔

ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عالم اسلام کے مشہور و معروف مؤرخ، فقیہ، فلسفی اور سیاست دان تھے۔ ان کا مکمل نام ابو یزید عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون تھا۔ وہ تیونس میں پیدا ہوئے اور تعلیم سے فراغت کے بعد تیونس کے سلطان ابو عنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ یہ سرزمین بھی راس نہ آئی تو مصر آگئے اور جامعۃ الازہر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ مصر میں انھیں فقہ مالکی کا منصب قضا تفویض کیا گیا۔ اسی عہدے پر انھوں نے وفات پائی۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں مایہ خزانہ ہے۔

ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مجوزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کر لی۔ نصاب میں قرآن مجید، حدیث نبوی، علم کلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق وغیرہ شامل تھے۔ سترہ (17) سال کی عمر میں تیونس شہر میں طاعون کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے والدین اور اکثر اساتذہ انتقال کر گئے۔ اس کے بعد انھوں نے والی تیونس کے دربار میں کاتب کی حیثیت سے اپنی معاشی اور دیگر مجبوریوں کے تحت ملازمت حاصل کی۔ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بلند خیالات اور امنگوں کے مالک تھے اس لیے یہ نوکری پسند نہیں تھی، جس کی وجہ سے وہ تیونس چھوڑ کر مراکش میں جا بسے۔

ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی علمی خدمات کو تین مختلف پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے۔ اول: مؤرخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے، دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے اور سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے۔ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو تاریخ اور فلسفہ و تاریخ اور عمرانیات (سوشیالوجی) کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن خلدون کی مشہور تصانیف میں کتاب العبر اور مقدمہ ابن خلدون ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے تیونس اندلس اور مصر میں عمر گزاری۔ چوتھڑ (74) برس کی عمر 808ھ میں قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ علامہ ابن خلدون ایک خاص طرزِ تحریر کے حامل فرد تھے۔ آپ کی تحریروں میں ادب کا غلبہ تھا، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی دل چسپی کا باعث بنیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کس ملک کے سلطان کے وزیر مقرر ہوئے؟

(الف) تیونس (ب) مراکش

(ج) مصر (د) نائجیریا

(ii) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ ہے:

(الف) فلسفہ (ب) فقہ

(ج) علم الانساب (د) شاعری

(iii) ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے:

- (الف) مقدمہ ابن خلدون
(ب) الاتقان فی علوم القرآن
(ج) سیر اعلام النبلاء
(د) تفسیر جلالین

(iv) امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کا سن وفات ہے:

- (الف) ۵۹۰ ہجری
(ب) ۵۹۲ ہجری
(ج) ۵۹۳ ہجری
(د) ۵۹۶ ہجری

(v) امام جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی تصانیف کی تعداد ہے:

- (الف) دو سو سے زائد
(ب) تین سو سے زائد
(ج) پانچ سو سے زائد
(د) سات سو سے زائد

2- مختصر جواب دیں:

- (i) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی وجہ شہرت کیا ہے؟
(ii) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کا پورا نام کیا تھا؟
(iii) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے افکار تحریر کریں۔
(iv) امام شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی تصانیف کے نام تحریر کریں۔
(v) امام سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے مختصر حالات تحریر کریں۔
(ii) علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کی علمی خدمات پر نوٹ لکھیں۔
(iii) علامہ شاطبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

✽ مذکورہ شخصیات کی تصانیف اور مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جن میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، تصانیف اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

✽ مذکورہ شخصیات کے حالات زندگی اور تعلیمات پر کمر اجاعت میں مذاکرہ کروائیں۔
✽ مذکورہ علما و مفکرین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهٖم کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جن میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، تصانیف اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

باب
ہفتم

(1) خود اعتمادی و خود انحصاری

حاصلاتِ تعلم

- اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- خود اعتمادی و خود انحصاری کا معنی و مفہوم جان سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- اُسوہ نبوی ﷺ کی روشنی میں خود اعتمادی و خود انحصاری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی مختلف صورتوں اور ان کے اسباب سے واقف ہو سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی و خود انحصاری کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنی اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرز عمل ہے جو انسان کے لیے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کے اندیشوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور امید پیدا کرتی ہیں اور انسان کی جدوجہد، کوشش اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہیں جس سے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

اسلام انسان کو جن اخلاق اور اوصاف کے اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی اور خود انحصاری سرفہرست ہیں۔ اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور انسان کو عزم و ہمت سے کام لینے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ (سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ: 159)

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہل ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے خوف کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کو بے شمار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی آپ ﷺ کے عزم و ہمت اور خود اعتمادی کو ختم نہ کر سکی اور آپ ﷺ کو اپنے مقصد سے دور نہ کر سکی۔ آپ ﷺ نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہیں ہاری اور اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے تمام مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ غزوہ بدر ہو یا غزوہ احد، خندق ہو یا حنین، تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری سے کام لیتے ہوئے عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح و کامرانی عطا فرمائی۔

نبی کریم ﷺ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ہمیں خود اعتمادی و خود انحصاری سے بھرپور نظر آتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی 53 سالہ کی اور دس سالہ مدنی زندگی کا ہر لمحہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا مرقع نظر آتا ہے۔ عمومی تناظر میں جب عام انسانوں میں خود اعتمادی کے عنصر کا جائزہ لیا جائے تو یہ مقدس جذبہ بعض شخصیات میں تکبر جیسے منفی جذبات میں ملوث نظر آتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی خود اعتمادی میں عجز و انکسار کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر عالم یہ تھا کہ آپ اپنی اونٹنی قسوا پر سوار تھے اور آپ ﷺ کا سر انور جھکا ہوا تھا اور سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے، مگر رعب و بدبہ قائم تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری جانب اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے چاروں طرف جوش میں بھرا لشکر تھا۔ لشکر کی شان و شوکت کو دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارا بھینچا تو بادشاہ ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تیرا براہو اے ابوسفیان یہ بادشاہت نہیں، بلکہ نبوت ہے۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود آپ ﷺ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر اونٹنی کے کوبان سے لگ جاتا تھا۔

خود اعتمادی و خود انحصاری اگر تکبر و غرور جیسے منفی جذبات سے خالی اور مثبت فکر سے بھرپور ہو تو انسان ہر قدم پر کامیاب ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ایسا شخص لوگوں کے لیے نمونے کی حیثیت کا حامل فرد بن جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے امید رکھنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زور بازو پر بھروسہ کرنے کا سبق دیا، اس کا سامنا فروخت کروا کر اسے محنت اور زور بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
- (i) **فَاِذَا عَزَمْتَ** میں جس عمدہ صفت کا ذکر ہے:
- (الف) سچائی و دیانت داری (ب) خود اعتمادی و خود انحصاری (ج) صبر و تحمل (د) باہمی ہمدردی
- (ii) اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ساتھ تلقین کی:
- (الف) صبر و تحمل کو (ب) عجز و انکساری (ج) باہمی تعاون کی (د) اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی
- (iii) انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچاتا ہے:
- (الف) توکل (ب) صبر (ج) سچ (د) تحمل
- (iv) انسان اپنے معاملات اسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:
- (الف) مال و دولت سے (ب) تعلقات کی بدولت (ج) انصاف کی وجہ سے (د) خود اعتمادی کے سبب
- (v) کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت و آبرو کا سبب بنتی ہے:
- (الف) تجارت (ب) غربت (ج) سیر و سیاحت (د) خود اعتمادی

2- مختصر جواب دیں:

- (i) خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔
- (ii) خود اعتمادی و خود انحصاری کے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔
- (iii) خود انحصاری کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
- (iv) خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) خود اعتمادی و خود انحصاری سے متعلق نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے ایک مثال تحریر کریں۔
- (ii) خود اعتمادی و خود انحصاری کس طرح انسان کو ترقی یافتہ بناتی ہے؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے مختلف پہلوؤں کی فہرست بنائیں۔
- طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے فوائد پر مشتمل فلیش کارڈ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کے مابین خود اعتمادی اور خود انحصاری کے موضوع پر کمر اجاعت میں مذاکرہ کروائیں۔

(2) جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ریاضت اور ذہنی صحت کی فضیلت جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔
- جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق سمجھ سکیں۔
- اسلام کی روشنی میں جسمانی ریاضت کی حدود و قیود جان سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے ذہنی اور جسمانی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں میں وقت کی پابندی، برداشت، ٹیم ورک (گروہی کام) اور نظم و ضبط کو شامل کر سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے وقت کے ضیاع سے بچ سکیں۔
- جسمانی ریاضت و ذہنی صحت کا باہمی تعلق اور اہمیت سمجھتے ہوئے اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔

دینِ اسلام انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نہ صرف انسان کی روحانی اصلاح اور تربیت کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کے مادی وجود کی بہتری اور جسمانی صحت کے لیے بھی راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے پیش نظر ایسے معاشرے کی تشکیل ہے، جس کے تمام شہری صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں، اسی لیے اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ انسان کے جسم اور صحت کے حوالے سے بھی بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فو قیت دیتے ہوئے فرمایا:

وَزَادَا بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجَسْمِ (سُورَةُ الْبَقَرَةِ: 247) **ترجمہ:** اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ صحت مند انسان اور صحت مند دماغ اللہ رب العزت کی طرف سے انسان کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرنا انسان کا اولین فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔“ (صحیح البخاری: 6412)

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جسمانی طور پر مضبوط اور توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ (صحیح مسلم: 6774)

ترجمہ: طاقت ورمومن اللہ کے نزدیک کمزورمومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔

انسانی صحت کی اسی اہمیت کی وجہ سے بہت سی ایسی تعلیمات ہیں، جن سے انسان کو ورزش کی تلقین ملتی ہے، کیوں کہ ورزش ایک ایسا عمل ہے، جس سے انسانی جسم صحت مندر ہوتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے، چنانچہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس سے انسانی جسم صحت مندر ہوتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، دوڑ، کشتی اور تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے، اسی طرح ورزش جسم میں آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش کے علاوہ کھیل بھی جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہ راست تعلق ہے، کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل سے جب انسانی جسم صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی دماغ پر بھی مرتب ہوتے ہیں، کیوں کہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ کی ضمانت ہے۔

انسانی جسم کے لیے جسمانی ریاضت اور ورزش کی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے مختلف کھیلوں اور ورزش کی تلقین کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر جسمانی ریاضت کی حوصلہ افزائی فرمائی، جس سے جسمانی ریاضت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیزہ بازی کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے گھڑ سواری کی بھی ترغیب دلائی ہے گویا ایسے تمام کھیل اور جسمانی ریاضت جس سے انسانی صحت کو فائدہ ملتا ہو اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، کیوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے، جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھانا کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے، وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندی وقت اور نظم و ضبط پیدا ہوگا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

مشق

- 1- درست جواب کا انتخاب کریں:
- (i) اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:
- (الف) جسمانی ریاضت کی (ب) مال خرچ کرنے کی
(ج) معاف کرنے کی (د) صلہ رحمی کی
- (ii) کون سا مؤمن بہتر قرار دیا گیا ہے؟
- (الف) مال دار (ب) طاقت ور (ج) کمزور (د) مفلس
- (iii) جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:
- (الف) ہاتھ (ب) پاؤں (ج) پٹھے (د) ٹخنے
- (iv) حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:
- (الف) صحت اور فراغت (ب) مال اور دولت (ج) کھیل اور فراغت (د) ورزش اور مصروفیت
- (v) صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟
- (الف) نیزہ بازی و گھڑسواری (ب) رسہ کشی (ج) کبڈی (د) سیروسیاحت

2- مختصر جواب دیں:

- (i) جسمانی ریاضت سے کیا مراد ہے؟
- (ii) نبی کریم ﷺ نے کون سے کھیلوں کی ترغیب دی ہے؟
- (iii) جسمانی ورزش کے ہمارے جسم پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
- (iv) کن دو چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے بڑی نعمت قرار دیا ہے؟
- (v) ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

3- تفصیلی جواب دیں:

- (i) جسمانی و ذہنی صحت کی اہمیت بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

جسمانی و ذہنی صحت کے متعلق احادیث تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔

برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر مبنی معلومات پر مشتمل کوئی دستاویزی فلم دکھائیں، تاکہ وہ جان سکیں کہ اپنی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں۔